احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

مئی 2018ء

انسان کا سفر
نفسانی گھر سے روحانی گھر تک

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی علمی و روحانی خطاب

رمضان المبارک:
خواہشاتِ نفسانی کی گرفت سے نجات کی انمول گھڑیاں

برصغیر کا نظامِ مدارس اور تعلیمی اِصلاحات
ایک تحقیقی جائزہ (قسط: 3)

سانحہ ماڈل ٹاؤن: چیف جسٹس کا نوٹس
رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو ایک دن

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ آزاد کشمیر
میر پور، کوٹلی، مظفر آباد میں رحمۃ للعالمینؐ کانفرنسز سے خطابات

دکھی انسانیت کی خدمت، عبادت کا جوہر

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام 23 شادیوں کی اجتماعی تقریب

آزاد کشمیر: ڈاکٹر حسن محی الدین قادری دورہ آزاد کشمیر کے دوران میر پور، کوٹلی اور مظفر آباد میں رحمۃ للعالمین ﷺ کانفرنسز سے خطاب کر رہے ہیں۔

پاکپتن: ڈاکٹر حسین محی الدین قادری (ڈپٹی چیئرمین منہاج یونیورسٹی لاہور) پاکپتن میں یونیورسٹی آف لاہور کیمپس میں طلبہ سے خطاب کر رہے ہیں۔
سٹیج پر پروفیسر ڈاکٹر سلیم رضا، ڈائریکٹر یونیورسٹی پیر الطاف حسین چشتی، کرنل (ر) محمد احمد (رجسٹرار) موجود ہیں

پاکپتن: ڈاکٹر حسین محی الدین قادری (صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل) پاکپتن کے تنظیمی دورہ کے موقع پر حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے مزار پر حاضری کے بعد فاتحہ خوانی کر رہے ہیں۔
اس موقع پر سہیل احمد رضا، محمد فاروق رانا، ڈاکٹر فرخ شہزاد، ڈاکٹر ہرمن روبوگ اور ضلعی قائدین تحریک منہاج القرآن پاکپتن موجود ہیں۔

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد شمارہ 5 / شعبان - رمضان ۱۴۳۹ھ / مئی 2018ء

بفیضان نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا **طاہر علاؤالدین** الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام **ڈاکٹر محمد طاہر القادری** مدظلہ

زیر نگرانی

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ

محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی

محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت

خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم

جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان

منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی

محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم — گرافکس: عبدالسلام

خطاطی: محمد اکرم قادری — عکاسی: قاضی محمود الاسلام

حسن ترتیب

(اداریہ) سانحہ ماڈل ٹاؤن: چیف جسٹس کا نوٹس	چیف ایڈیٹر	3
(القرآن) انسان کا سفر: نفسانی گھر سے روحانی گھر تک	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
(الفقہ) مسائلِ رمضان المبارک	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	12
رمضان المبارک: نفسانی خواہشات سے نجات کی گھڑیاں	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	15
برصغیر کا نظام مدارس اور تعلیمی اِصلاحات	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	20
شام۔۔۔ خانہ جنگی کے 7 سال	محمد ثناء اللہ طاہر	23
پاکستان عوامی تحریک کا 29واں یوم تاسیس	نوراللہ صدیقی	27
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ آزاد کشمیر	رپورٹ: شہباز طاہر	30
سوشل میڈیا، عصری تقاضے اور ذمہ داریاں	عتیق الرحمٰن	33
MWF کے زیر اہتمام 23 شادیوں کی اجتماعی تقریب	رپورٹ: سید امجد علی شاہ	35
اعتکاف 2018ء ہدایات برائے کارکنان و تنظیمات		38

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info

www.facebook.com/minhajulquran

email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)

minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)

smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے

سالانہ خریداری: 350 روپے

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

بنائے اپنی حکمت سے زمین وآسماں تو نے
دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشاں تو نے

تری صنعت کے سانچے میں ڈھلا ہے پیکر ہستی
سمویا اپنے ہاتھوں سے مزاج جسم وجاں تو نے

نہیں موقوف خلّاقی تری اس ایک دنیا پر
کئے ہیں ایسے ایسے سینکڑوں پیدا جہاں تو نے

دلوں کو معرفت کے نور سے تو نے کیا روشن
دکھایا بے نشاں ہوکر ہمیں اپنا نشاں تو نے

ہم اب سمجھے کہ شہنشاہ ملک لا مکاں تو ہے
بنایا اک بشر کو سرور کون ومکان تو نے

اثر تیری عطاؤں پہ نہیں پڑتا خطاؤں کا
جسے پیدا کیا ہے اس کو دیا ہے آب و نان تو نے

محمد مصطفیٰ ﷺ کی رحمت للعالمینی سے
بڑھائی یارب اپنے لطف و احساں کی شاں تو نے

تیرے دربار سے مجھ کو یہی انعام کیا کم ہے
کیا اپنی ستائش میں مجھے رطب اللساں تو نے

(مولانا ظفر علی خان)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

پسِ غروبِ سحر کھڑا ہے بجھا بجھا سا غلام اُن کا
اُداس لمحوں میں کاش آئے بہار لے کر پیام اُن کا

تھکی ہوئی ساعتوں نے آنچل میں بھر لیے ہیں گلاب تازہ
لُٹی ہوئی منزلوں سے کہہ دو مرا اثاثہ ہے نام اُن کا

وہی سکوں کی ردا بھی دیں گے شمیمِ خلدِ سخا بھی دیں گے
غلام زادوں کی بستیوں میں کرم رہے گا مدام اُن کا

سحابِ رحمت ازل سے سایہ فگن ہے تپتی ہوئی زمیں پر
جبینِ ارض و سما پہ روشن رہے گا نقشِ دوام اُن کا

مرا مقدّر، میں ہر اندھیرے کی دسترس سے رہا ہوں باہر
ہے روزِ اوّل سے میری آنکھوں میں ثبت ماہِ تمام اُن کا

علوم وفن کے وہی ہیں پیکر، صداقتوں کے وہی ہیں مظہر
تمدنوں کے لیے ابد تک ہے حرفِ آخر نظام اُن کا

کرے نہ کیوں پھر قلم بھی میرا سجود سادہ ورق پر اُن کا
خدا سکھاتا ہے اپنے بندوں کو روز و شب احترام اُن کا

ریاض سِدرہ بھی ڈھونڈتی ہے غبارِ نقشِ کفِ محمدؐ
کسی کی فکرِ رسا میں آئے، نہیں یہ ممکن، مقام اُن کا

(ریاض حسین چودھری)

اداریہ

سانحہ ماڈل ٹاؤن، چیف جسٹس کا نوٹس، رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو ایک دن

8 اپریل کو شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثا نے سپریم کورٹ لاہور رجسٹری کے باہر چیف جسٹس، جسٹس ثاقب نثار سے اپیل کی کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کو 4 سال ہوگئے انصاف نہیں ملا، ہمیں انصاف دلایا جائے۔ چیف جسٹس نے کتبے ہاتھ میں لئے خاموش کھڑے شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثا کے بچوں اور بچیوں کو ایک نظر دیکھا اور اپنے دفتر چلے گئے۔ دفتر پہنچ کر انہوں نے ورثا کو اپنے دفتر بلایا، تنزیلہ امجد شہیدہ کی بیٹی بسمہ امجد نے چیف جسٹس سے ملاقات کی اور ان سے انتہائی معصومیت سے سوال کیا کہ میری والدہ کو کس جرم کی پاداش میں شہید کیا گیا اور ہمیں انصاف کیوں نہیں مل رہا؟ چیف جسٹس صاحب! ہم اپنی والدہ کے بغیر جس طرح وقت گزار رہے ہیں، یہ صرف ہم جانتے ہیں، آپ پاکستان کے سب سے بڑے منصف ہیں، آپ ہمیں انصاف دلوائیں۔ اس پر چیف جسٹس نے کھڑے ہوکر بسمہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ انصاف کی اس کرسی کو کوئی نہیں ڈرا سکتا اور نہ ہی اثر انداز ہوسکتا ہے۔ میں بھی قانون کا پابند ہوں اور قانون کے مطابق آپ کو انصاف دلواؤں گا اور آپ کو انصاف ملے گا۔ آپ اپنی والدہ کے لیے دعا کریں اور ان کا جو خواب آپ کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے تھا، آپ اس پر بھرپور توجہ دیں اور پھر چیف جسٹس آف سپریم کورٹ نے انصاف میں تاخیر کی وجوہات جاننے کے لیے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو نوٹس بھیجنے کا حکم دیا۔

14 اپریل کو چیف جسٹس آف سپریم کورٹ کو ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے رپورٹ دی جس پر چیف جسٹس نے حکم دیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کی روزانہ کی بنیاد پر سماعت کی جائے اور ATC جج کے پاس جو مقدمات ہیں اس کیس کے فیصلہ تک کسی اور عدالت کو ٹرانسفر کر دیئے جائیں۔ انہوں نے مزید احکامات دیتے ہوئے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس سے متعلق جو رٹ پٹیشنز لاہور ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہیں، ان کی 19 اپریل سے سماعت کی جائے اور ایک ہفتے کے اندر یہ تمام رٹ پٹیشنز نمٹائی جائیں۔ انہوں نے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ سپریم کورٹ میں جمع کروانے کا حکم دیا۔ چیف جسٹس نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کے حوالے سے جو احکامات دیئے، ان پر عمل درآمد ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔ امید ہے زیر نظر سطور کی اشاعت تک لاہور ہائیکورٹ میں نواز شریف، شہباز شریف، رانا ثناء اللہ سمیت ATC کی طرف سے طلب نہ کئے جانے والے ملزمان کے حوالے سے فیصلہ ہوچکا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ سابق آئی جی پنجاب جنہیں ATC نے طلب کیا اور انہوں نے طلبی کے اس آرڈر کے خلاف لاہور ہائیکورٹ سے سٹے آرڈر لے رکھا ہے، اس پر بھی فیصلہ ہوجائے گا۔

دوسری طرف چیف جسٹس کے نوٹس کے بعد ATC میں بھی کیس کی سماعت کے حوالے سے تیزی دیکھنے میں آئی اور کیس روزانہ کی بنیاد پر زیر سماعت ہے۔ ٹرائل کا باضابطہ آغاز 16 اپریل سے ہوچکا ہے۔ اس ضمن میں مستغیث جواد حامد کی اہم اور طویل ترین شہادت قلمبند ہو چکی ہے، اس کے ساتھ ساتھ مزید گواہان بھی شہادتیں قلمبند کرواچکے ہیں۔ جواد حامد نے اپنی شہادت قلمبند کرواتے ہوئے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے بنیادی حقائق ATC کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ 2010ء میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دہشتگردی کے خلاف عالمی اہمیت کا فتویٰ جاری کیا جس پر دہشتگرد گروپوں کی طرف سے قائدِ تحریک کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دی گئیں، اس پر ملکی ایجنسیز نے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو دہشتگردوں کے مذموم عزائم کے بارے میں تحریری طور پر آگاہ کیا۔ ان دھمکیوں کا علم جب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ہمسایوں اور سیکرٹریٹ کو ہوا تو ماڈل ٹاؤن ایم

بلاک کے رہائشیوں نے لاہور ہائیکورٹ میں رٹ دائر کی کہ ان دھمکیوں کے تناظر میں انہیں تحفظ دیا جائے۔ لاہور ہائیکورٹ نے ان رٹ پٹیشنز پر پولیس حکام کو طلب کیا اور تحفظ دینے کی ہدایات دیں جس پر 19 مئی 2011ء کو ایس پی آپریشن ماڈل ٹاؤن نے عدالت کو یقین دلایا کہ ایک ماہ کے اندر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی رہائش گاہ، منہاج القرآن سیکرٹریٹ اور یہاں کے رہائشیوں کو فول پروف سکیورٹی فراہم کر دی جائے گی اور مقررہ میعاد کے اندر پولیس نے بمبو بیریئرز نصب کروا دیئے اور 24 گھنٹے کیلئے 16 پولیس گارڈ بھی فراہم کر دیئے۔

جواد حامد نے اپنی شہادت قلمبند کرواتے ہوئے کہا کہ 12 اپریل 2014ء کو ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ویڈیو لنک کے ذریعے کینیڈا سے پاکستان میں پریس کانفرنس کی اور حکومت کے ماورائے آئین و قانون اقدامات اور عوام کے استحصال کیخلاف احتجاج کے آئینی حق کو استعمال کرنے کا اعلان کیا جس کی کوریج تمام قومی اخبارات و الیکٹرانک میڈیا پر جاری ہوئی۔ مئی 2014ء کے آخری ہفتے میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کینیڈا سے لندن آئے، مورخہ 29 اور 30 مئی 2014ء کو چودھری شجاعت حسین، چودھری پرویز الٰہی اور ق لیگ کے دیگر مرکزی قائدین سے ملاقات کی اور 10 نکاتی عوام دوست انقلابی ایجنڈے کا اعلان کیا گیا۔ اس دوران ڈاکٹر طاہرالقادری اور عمران خان کی خفیہ ملاقات کی خبریں بھی میڈیا پر پھیلائی گئیں جس سے حکومت نے از خود تصور کر لیا کہ ان کے خلاف کوئی بڑا الائنس بننے جا رہا ہے۔ شریف برادران نے حتی المقدور کوشش کی کہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری پاکستان نہ آئیں مگر ان کی تمام دھمکیاں بے کار گئیں، ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے پاکستان آنے کی تاریخ دے دی تو حواس باختہ حکمرانوں نے 17 جون 2014ء کا سانحہ برپا کر دیا۔100 لوگوں کو گولیاں ماریں، 14 کو شہید کر دیا۔ لہٰذا اس امر میں ذرہ بھر بھی شائبہ نہیں کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن سو فیصد منصوبہ بندی کا شاخسانہ ہے۔ حکمرانوں کی یہ حکمت عملی تھی کہ ڈاکٹر طاہر القادری کی وطن واپسی کو روکنے کے لیے لاشیں گرائی جائیں اور خوف و ہراس پھیلایا جائے۔ جواد حامد نے شہادت قلمبند کرواتے ہوئے کہا کہ بیریئرز عدالت کے حکم پر لگے اور قانونی تھے جبکہ ان کو ہٹانے کا پولیس ایکشن غیر قانونی تھا۔ جواد حامد نے 16 جون 2014ء کی میٹنگ کا حوالہ بھی دیا کہ جس میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خونی آپریشن کی منصوبہ بندی کی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ اس میٹنگ کی صدارت صوبائی وزیر قانون پنجاب نے کی۔ ATC جج نے جواد حامد کی شہادت کو انتہائی توجہ سے سنا۔ اس دوران ملزمان کے وکلاء عدالتی کارروائی پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے رہے مگر ان کی کوئی دال نہ گل سکی۔

الحمد للہ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے شہدائے ماڈل ٹاؤن کے انصاف کے لیے قانونی چارہ جوئی پر فوکس کرنے کا جو اعلان کیا تھا، ان کی یہ حکمت عملی ثمر بار ہو رہی ہے اور حصولِ انصاف کی قانونی جدوجہد اپنے منطقی انجام کی طرف رواں دواں ہے۔ تاہم اصل سوال سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ماسٹر مائنڈز کو سزائیں دلوانے کا ہے۔ جنہوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن میں خون کی ہولی کھیلی انہیں تو طلب کر لیا گیا مگر جنہوں نے حکم دیا انہیں انجام تک پہنچانا سب سے بڑی آزمائش ہے۔ یہاں پر شہدائے ماڈل ٹاؤن کے پرعزم ورثا اور گواہان کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کی جاتی ہے کہ جن کی ثابت قدمی، مستقل مزاجی، مشن اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے محبت کے عملی مظاہرے کے باعث سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس زندہ رہا۔ قاتل حکمرانوں نے ورثا کو بھاری رقوم کی پیشکشیں کیں، ہر طرح کے لالچ دیئے، انہیں ڈرا دھمکا کر کیس داخل دفتر کرنے کی کوشش کی مگر وہ اپنے مذموم ارادوں میں ناکام رہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثا اور گواہان کی ثابت قدمی سانحہ کے قاتلوں کو ان کے عبرت ناک انجام تک پہنچائے گی۔ (چیف ایڈیٹر)

القرآن

انسان کا سفر: نفسانی گھر سے روحانی گھر تک

عبادت و بندگی کا مقصود، عالم ملکوت و لاہوت کی طرف سفر

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی علمی و روحانی خطاب

ترتیب و تدوین محمد یوسف منہاجین............معاون: محبوب حسین

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ص وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ. (الانفال، ۸:۵)

”(اے حبیب!) جس طرح آپ کا رب آپ کو آپ کے گھر سے حق کے (عظیم مقصد) کے ساتھ (جہاد کے لیے) باہر نکال لایا حالانکہ مسلمانوں کا ایک گروہ (اس پر) ناخوش تھا“۔

اس آیت مبارکہ کا شانِ نزول 2 ہجری میں ہونے والے غزوۂ بدر کے واقعات ہیں۔ غزوۂ بدر لشکرِ اسلام اور لشکرِ کفار کے درمیان حق اور باطل کی ہونے والی پہلی جنگ تھی۔ اس معرکے میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور لشکرِ اسلام کو عظیم تاریخی فتح سے بہرہ یاب فرمایا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کے لیے نکلنے والوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو دائرہ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے اور ابھی اسلام کی حقیقی روح اور اسلام کے لیے قربانی دینے کا تصور ان کی روحوں میں رچا بسا نہیں تھا۔ وہ حلقہ بگوشِ اسلام ضرور ہوئے تھے مگر انہوں نے ابھی شہادت گہہ الفت میں قدم نہیں رکھا تھا۔ ان لوگوں کو اسلام میں داخل ہوتے ہی جنگ کا سامنا کرنا پڑا اور کلمہ پڑھتے ساتھ ہی غزوۂ بدر کے لیے جارہے ہیں جبکہ ظاہری حالات و اسباب یہ ہیں کہ اسلحہ، عددی قوت، وسائل اور سامانِ حرب انتہائی کم ہے جبکہ جس لشکر سے مقابلے کے لیے جارہے ہیں وہ عددی قوت، اسلحہ اور سامانِ جنگ کے حوالے سے زیادہ مضبوط ہے۔ یوں دونوں لشکروں میں بظاہر مقابلہ کا کوئی ماحول نظر نہیں آتا۔ انہیں محسوس ہوا کہ ایسی صورت میں ہم کفار کے ہاتھوں ضرور شہید ہوجائیں گے۔ لہٰذا ان لوگوں کو مقامِ بدر کی طرف بلایا جانا ایسے لگا جیسے براہِ راست موت کی طرف بلائے جارہے ہیں۔ یہ بلاوا ان کی طبیعتوں پر ناگوار گزرا۔ قرآن مجید نے اس نکتے اور اس لمحے کو مذکورہ آیت کریمہ میں بیان فرمایا ہے۔

اس آیت کریمہ کا یہ معنی تو وہ ہے جو تاریخ میں وارد ہوچکا، اس کے علاوہ اس آیت کا ایک باطنی اور روحانی معنی بھی ہے جس کا تعلق ہمارے من کی اصلاح کے ساتھ ہے۔ یہ معنی ہر فردِ بشر اور ہر مسلمان کے قلب و باطن پر وارد ہورہا ہے۔ ایک معرکہ وہ تھا جو مقامِ بدر میں بپا ہوا تھا اور ایک معرکہ وہ ہے جو ہر مسلمان کے من کے اندر بپا ہے۔ اُس تاریخی معرکے میں بھی دو لشکر تھے:

۱۔ لشکرِ اسلام ۲۔ لشکرِ کفار

جو معرکہ ہمارے من کے اندر بپا ہے اس میں بھی دو ہی لشکر ہیں:

۱۔ نفس کا لشکر ۲۔ روح کا لشکر

معرکۂ بدر میں لشکرِ اسلام کے پاس ساز و سامان، وسائل اور افرادی قوت کم تھی جبکہ لشکرِ کفار سامانِ حرب اور افرادی قوت کے اعتبار سے بڑا مضبوط اور طاقتور تھا۔ ظاہراً

☆ CD# 219، خطاب نمبر: FS-20، تاریخ: 15-01-1999

لشکرِ اسلام کا لشکرِ کفار کے ساتھ کوئی مقابلہ نہ تھا۔ اسی طرح ہمارے باطن میں جو معرکہ بپا ہے اس میں بھی روح کا لشکر سامانِ حرب، قوت و وسائل اور رغبتوں میں کمزور ہے جبکہ نفس کا باطل لشکر سامانِ حرب، قوت و طاقت، کشش اور رغبت میں زیادہ مضبوط ہے۔ روح اور نفس میں گھمسان کی جنگ جاری ہے۔ روح اپنے آپ کو پردیس میں محسوس کرتی ہے جبکہ نفس خود کو دیس میں محسوس کرتا ہے۔ اس موقع پر رب کائنات ارشاد فرماتا ہے:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ.

اس آیت مبارکہ کے ظاہری معنی ومفہوم کی رو سے تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جسمانی طور پر مدینہ سے بدر کی طرف اذنِ سفر دیا، مگر باطنی پہلو کے اعتبار سے مومنوں کو روحانی طور پر نفسیاتی گھروں سے نکلنے کا حکم ہورہا ہے۔ ایک گھر تو وہ تھا جس سے نکل کر مسلمان لشکرِ کفار کا مقابلہ کرنے کے لیے مقامِ بدر پہنچے لیکن ایک گھر اس مادی اور بشری وجود کا بھی ہے۔ اسی گھر کے حوالے سے فرمایا کہ محبوب! جس طرح آپ اپنے بشری وجود کے گھر کی نفسانی حالت سے نکل کر روحانی گھر کی طرف آئے ہیں، اسی طرح آپ کی امت کے لوگوں کو بھی چاہئے کہ آپ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے وجود کی نفسانی حالت سے نکلیں اور اپنے روحانی گھر کی طرف سفر کریں۔

عالمِ ملکوت و لاہوت کی طرف سفر

وجود کے گھر میں نفس کا قبضہ اور اس کا تسلط ہوتا ہے۔ لہٰذا جب تک اس وجود کے گھروں سے نہیں نکلیں گے تب تک نفس کے ماحول میں گھرے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سفر شروع نہیں ہوگا۔

لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ عالمِ لاہوت کی طرف سفر شروع کریں۔۔۔ اگر چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ٹوٹا ہوا تعلق پھر جڑ جائے اور اس کی یاد من میں پھر سے متمکن ہوجائے۔۔۔ اگر چاہتے ہیں کہ توبہ اور اللہ کی بندگی میں استقامت نصیب ہو۔۔۔ اگر چاہتے ہیں کہ من کے اندر کی اندھیری راتیں ختم ہوں اور نورِ حق کا اجالا اندر آجائے تو جان لیں! اس کا نقطۂ آغاز یہ ہوگا کہ اپنے وجود کے گھروں کو خیر باد کہنا ہوگا۔ نفسانیت کی فضاء سے باہر نکل کر نفس سے قلب کی طرف سفر کرنا ہوگا۔ بعد ازاں قلب سے روح کی طرف۔۔۔ روح سے سِر کی طرف۔۔۔ سِر سے خفی کی طرف۔۔۔ اور پھر خفی سے اخفیٰ کی طرف سفر کرنا ہوگا۔ جب مقامِ اخفیٰ پر پہنچیں گے تو خدا اپنی قربت کی گود میں لے لے گا۔

یاد رکھیں! ظاہری و مادی گھروں کو چھوڑنے سے من میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اِن ظاہری دنیاوی گھروں کو تو ہم معمولاتِ زندگی کے دوران سو بار چھوڑتے ہیں۔ حج اور عمرے کرنے بھی جاتے ہیں مگر پلٹ کر پھر واپس انہی گھروں میں آجاتے ہیں۔ جب تک ان دنیاوی گھروں کو اپنا گھر سمجھیں گے، آتے جاتے رہیں گے تو ان گھروں سے نکلنا ہمیں کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ لہٰذا اُس گھر کو سمجھنا ہوگا جو بڑا مضبوط، خطرناک اور ہولناک گھر ہے اور وہ گھر ہمارے قلب و باطن کے اندر مسلط نفس کے وجود کا گھر ہے۔ اگر نکلنا ہے تو اس نفس کے وجود کے گھر سے نکلیں جو شہوتوں، خواہشوں، حرص و لالچ، حسد، تکبر اور جاہ و منصب کی چاہت کا گھر ہے۔ جب حرص و ہوس کے اس گھر سے نکلیں گے تو بے گھر نہیں ہوجائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے اعلیٰ روحانی گھر عطا فرمادے گا۔ وہ اس ناسوتی گھر کے بدلے ایسا ملکوتی گھر عطا کردے گا، جس کے پڑوس میں ملائکہ، انبیاء اور اولیاء رہتے ہیں۔ وجود کے نفسانی گھر میں کبھی روشنی ہوتی ہے اور کبھی اندھیرا مگر جب اُس روحانی گھر میں چلے جائیں گے تو وہاں انوارِ الٰہیہ کی ایسی روشنیاں ہوں گی جن سے باطن ہمیشہ منور و روشن رہے گا اور اندھیرا ہمیشہ کے لیے چھٹ جائے گا۔

اللہ رب العزت نے اس نفسانی گھر سے نکلنے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ. (الانفال، ۸:۵)

''حالانکہ مسلمانوں کا ایک گروہ (اس پر) ناخوش تھا''۔

آیتِ کریمہ کے اس حصہ کا روحانی و باطنی معنی یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک بہت بڑا طبقہ ایسا بھی ہے کہ جب انہیں نفسانی گھر سے روحانی گھر کی طرف بلایا جائے تو وہ گھبرا

جاتے ہیں۔ انہیں نفس کی رغبتیں، راحتیں، خواہشیں، کاروبار، گھر بار، بیوی بچے، رشتے ناطے اور ہوسِ زر یاد آتی ہے اور اتنا گھبرا جاتے ہیں جیسے ان سے نفسانیت کا گھر نہیں چھڑایا جا رہا بلکہ انہیں موت کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ حرص و ہوس کی یہ فضائیں جن سے ان کی طبیعت مانوس ہوگئی ہے، انہوں نے ان کو اس قدر اپنا اسیر بنالیا ہے کہ اب ان کا نفس کے گھر سے نکلنے کا جی نہیں چاہتا۔

نفسانی گھر کی زینتیں روحانیت پر حجابات ہیں

نفس کے وجود نے اپنا نفسانی گھر اس قدر زیب و زینت کے ساتھ سجا رکھا ہے کہ انسان کا اسے چھوڑنے کو جی ہی نہیں چاہتا۔ اسی زیب و زینتِ نفس نے انسان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ یہ زیب و زینت کیا ہے؟ قرآن مجید اس کی وضاحت میں فرماتا ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ. (آل عمران، ۳:۱۴)

’’لوگوں کے لیے ان خواہشات کی محبت (خوب) آراستہ کر دی گئی ہے (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی (شامل ہیں)، یہ (سب) دنیوی زندگی کا سامان ہے، اور اللہ کے پاس بہتر ٹھکانا ہے‘‘۔

عورتوں، اولاد، مال و دولت، زمین اور سرمایۂ دنیا کی شکل میں یہ رغبتیں وہ ہیں جو زنجیریں بن کر قدموں کو جکڑے رکھتی ہیں۔ یہ زنجیریں وہ ہیں جو نفسانیت کی قید میں انسانیت کو جکڑے ہوئے ہیں۔ جب کچھ لوگ ان سے نکلنے کا سوچتے ہیں تو کبھی عورت کی محبت کی زنجیر انہیں پاؤں سے کھینچ لیتی ہے۔۔۔ کبھی اولاد کی محبت ان کے پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے۔۔۔ کبھی زندگی بھر کی کمائی، مال و دولت اور سونا چاندی کی محبت انہیں روک لیتی ہے۔۔۔ کبھی قوت و طاقت، حکومت و سلطنت اور اقتدار کے مزے زنجیر بن کر روک لیتے ہیں۔۔۔ اور کبھی کھیتی باڑی، اناج اور کاروبارِ دنیا کی محبت و رغبت ان کے پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے۔

ان سب دلنشین زینتوں کے بارے ارشاد فرمایا:

ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنی یہ سب مادی دنیا کی متاع ہے اور یہی وجود کے گھر میں انسانی زینتیں ہیں جن سے انسانی طبیعت مانوس ہوگئی ہے۔ نتیجتاً انسان انہی زینتوں کو اپنا وطن سمجھ بیٹھا ہے اور انہی میں زندگی کی لذت، راحت و سکون اور سکھ چین محسوس کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نفسانی وجود کے گھر کو چھوڑ کر روحانی گھر کی طرف جانے کو جی نہیں کرتا۔

دوسری طرف دیکھیں تو حقیقت یہ ہے کہ یہ ساری شہوتیں، رغبتیں، زینتیں اور محبتیں ہی ہماری روحانیت پر حجاب بن گئی ہیں۔ جب کسی چیز پر حجاب آجاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے جو کچھ ہے وہ ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ مذکورہ آیتِ کریمہ میں پانچ حجابات کی نشاندہی کی گئی ہے:

۱۔ حجاب النساء (عورتوں کی محبت کا پردہ)
۲۔ حجاب البنین (اولاد کی محبت کا پردہ)
۳۔ حجاب القناطیر (مال و دولت کی محبت کا پردہ)
۴۔ حجاب الخیل و الانعام (مویشیوں کی محبت کا پردہ)
۵۔ حجاب الحرث (زمین کی محبت کا پردہ)

ان حجابات نے روحانی لذتوں کو ہماری آنکھوں سے چھپا رکھا ہے اور ہم نفسانی گھر کی ان زینتوں کے حجابات میں گھر گئے ہیں۔ اس لیے جب اس گھر کو چھوڑنے کی بات ہوتی ہے تو یہ ساری زینتیں، رغبتیں، محبتیں اور شہوتیں انسان کو روک لیتی ہیں اور اسے باور کراتی ہیں کہ اے بندے اگر تو نے اس زیب و زینت والے گھر کو چھوڑا تو بے سر و سامان ہوجائے گا اور تیرے پاس کچھ نہیں رہے گا۔

اُخروی زینتیں

دوسری طرف ان حجابات کے اوپر سے آواز آرہی ہے کہ میرے محبوب! اس نفسانی و مادی وجود کے گھر کی زینتوں، شہوتوں اور محبتوں میں گھرے ہوئے انسان کو میرا پیغام پہنچادے:

اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ. (آل عمران، ۳:۱۵)

''کیا میں تمہیں ان سب سے بہترین چیز کی خبر دوں؟''

خود کو وجود اور نفس کے گھر کے قیدی بنالینے والوں نے سمجھا کہ ان لذتوں سے بڑی لذت اور ان محبتوں سے بڑی محبت کوئی نہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اصل میں یہ دنیاوی محبتیں تیرے لیے حجاب بن گئی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور بھی ہے جس کی طرف یہ محبتیں تمہیں دیکھنے نہیں دیتیں۔ اے انسان! ذرا نفسانی وجود کا حجاب اٹھا! تجھے ان رغبتوں سے بہتر رغبت اور اِس حسن وجمال اور زیب و زینت کے گھر سے زیادہ خوبصورت گھر بتاتا ہوں، اسے دیکھو گے تو اس مادی اور نفسانی گھر کو بھول جاؤ گے۔

سوال ہوا: مولا! کیا ان زینتوں سے بہتر بھی کوئی زینتیں ہیں؟ اگر وہ ہمیں نظر آئیں تو اس وجود کے نفسانی گھر کو چھوڑنا اور اس سے نکلنا شاید ہمارے لیے آسان ہوجائے مگر وہ زینتیں چونکہ ہمیں نظر نہیں آتیں اور ہم ان دنیاوی زینتوں میں گھرے ہوئے ہیں، اس لیے نکلنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ فرمایا:

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللهِ ط وَاللهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ. (آل عمران، ۳:۱۵)

''(ہاں) پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس (ایسی) جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (ان کے لیے) پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور (سب سے بڑی بات یہ کہ) اللہ کی طرف سے خوشنودی نصیب ہوگی، اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے''۔

تم تو اپنے گھر کو خوبصورت بنانے کے لیے چند پودے لگا کر پھول اگاتے ہو مگر اے نفسانی گھر کے قیدی دیکھو! جو گھر تمہارے لیے میرے پاس رکھا ہے وہ ایسی جنتیں اور باغات ہیں جنہیں دیکھ کر تم مادی گھر کو بھول جاؤ گے۔۔۔ ان باغات کے نیچے بہتی ہوئی نہریں ہیں جنہیں دیکھ کر دنیاوی نہروں، چشموں اور دریاؤں کو بھول جاؤ گے۔۔۔ بیویوں اور عورتوں کی محبتوں میں گرفتار ہونے والو! جب میرے پاس آؤ گے تو میں زوجیت کے لیے وہ سنگتیں دوں گا کہ ان سنگتوں کی لذتوں میں ساری سنگتیں بھول جاؤ گے۔۔۔ دنیاوی رضا چاہنے والو! جب میرے پاس آؤ گے تو میں تمہیں اپنی رضا کے باغ میں داخل کروں گا اور جب میری رضا کی وادی میں آؤ گے تو جنتوں کو بھی بھول جاؤ گے۔۔۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ میں نے ایک مقام ایسا بھی رکھا ہے کہ اگر کوئی وہاں تک پہنچ جائے تو میں ان کو دیکھتا ہوں اور یہ مقامِ دیدار ہے۔ یہ اللہ کی قربت کا مقام ہے جو رضا کی وادی سے گذر جاتے ہیں وہ خدا کے دیدار کے مقام پر پہنچتے ہیں۔

گویا اللہ تعالیٰ نے پانچ نفسانی زینتوں کے مقابلے میں درج ذیل پانچ اخروی زینتیں رکھی ہیں:

۱۔اخروی باغات کی فرحت ۲۔اخروی نہروں کی فرحت

۳۔اخروی سنگتوں کی فرحت ۴۔اللہ کی رضا کی فرحت

۵۔مقامِ دیدار

اللہ تعالیٰ کا ان اُخروی نعمتوں اور زینتوں کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میرے محبوب! جب میرے ان بندوں کو اس وجود کے نفسانی گھر سے نکلنے کے لیے دعوت دیں تو ان کے سامنے ان نفسانی زینتوں کے مقابلے میں آخرت کی زینتیں بھی رکھیں، شاید ان زینتوں کی خبر سن کر کسی کے باطن میں شوق کی چنگاری بھڑک اٹھے۔ اگر اس چنگاری سے آگ جل گئی تو اس آگ سے شہوتوں، رغبتوں اور زینتوں کے سارے حجابات جل کر راکھ ہوجائیں گے اور جب نفس کی زینتیں، رغبتیں جل کر خاکستر ہوجائیں گی تو اس وقت ان کا مطلعِ قلب صاف ہوجائے گا اور پھر انہیں اس مطلعِ قلب پر وہ حسنِ لازوال نظر آئے گا جس کی کوئی شبیہ اور کوئی عکس کبھی انہیں دنیا میں دکھائی نہیں دیا ہوگا۔

لہٰذا ان کو اِس نفسانی گھر کے مقابلے میں اُس روحانی گھر کی خبر دیں۔ اُس روحانی گھر کی مذکورہ خوبیوں کے علاوہ یہ خوبی بھی ہے کہ وہاں انہیں میری رضا بھی نصیب ہوگی اور میری قربت کی وادی میں بھی داخل ہوں گے۔ اس قربت کی وادی میں داخل ہوجانے کے بعد نُزُلًا مِنْ غَفُوْرٍ الرَّحِيْم، اِن کی خاطر تواضع کے لیے اللہ رب العزت کی جانب سے دستر خوان بچھایا جائے گا اور وہ اس دستر خوان پر بیٹھے سوچ رہے ہوں گے کہ آج دستر خوان کس نے بچھوایا ہے؟ ہم کس کے مہمان ہیں؟ آج ہمارا میزبان کون ہے؟ آواز آئے گی:

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ میرے مہمانو! تم پر سلام، آج رب خود تمہارا میزبان ہے۔ پھر اچانک پردہ اٹھے گا اور سامنے وہ جلوۂ حق نمودار ہوگا۔ اس مقام پر وہ اپنے رب کو تک رہے ہوں گے اور رب ان کو تک رہا ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اگر وجود کے عنصری اور نفسانی گھر سے نکل آئیں گے، نفسانی گھر کے سامانِ حرص و ہوس، غرور و تکبر، منافقت، غیض وغضب، طلبِ جاہ، غیبت، چغلی، حسد اور بغض کو چھوڑ دیں گے اور روحانی گھر میں آجائیں گے تو یہ مذکورہ نعمتیں اور زینتیں میسر آئیں گی۔ روحانی گھر کا سامان نفسانی گھر سے جدا ہے۔ اس میں تقویٰ، طہارت، قربتِ الٰہی، اطاعتِ الٰہی، رضائے الٰہی اور دیدارِ الٰہی کا سامان شامل ہے۔

فرمایا: محبوب! جس طرح آپ وجود کے گھر سے نکل آئے ہیں، اسی طرح ان امتیوں کو بھی فرمائیے کہ وہ بھی نکل آئیں۔ آپ ﷺ نہ صرف اپنے وجود کے گھر سے نکلے بلکہ آپ ﷺ تو اپنے اخلاق سے بھی نکل آئے اور جب وہ اپنے اخلاق سے نکلے تو رب نے انہیں اخلاقِ الٰہیہ عطا کردیئے اور اپنے اخلاق سے نواز کر فرمایا:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. (القلم، ۶۸:۴)

’’اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متّصف ہیں)‘‘۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اپنے اخلاق کا ایسا رنگ چڑھایا کہ آپ ﷺ کو خلقِ عظیم پر فائز فرمادیا۔

یاد رکھیں! جب تک کوئی شخص ایک جگہ کو نہیں چھوڑتا، اگلی منزل نصیب نہیں ہوتی۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نفسانی گھر کو چھوڑنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔ وقتاً فوقتاً رضائے الٰہی اور نیکیوں کے حصول کے لیے توبہ و استغفار، گریہ و زاری، اعتکاف، حج وعمرہ کی ادائیگی کے لیے گھر سے نکلتے ہیں مگر موسم ختم ہونے کے بعد اسی نفسانی گھر میں پلٹ کر چلے جاتے ہیں۔ رمضان کا موسم ختم ہوگا تو گھوم پھر کے پھر نفسانی گھر میں چلے جائیں گے، پھر یہاں وہی غیبت، چغلی، حرص، لالچ، زرپرستی، شہوتیں، زیب و زینت، تکبر اور رعونت میں گھر جاتے ہیں۔ پھر پلٹ کر وہی نفسانی گھر کا سازو سامان ہوتا ہے اور ہم ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ ساری زندگی اسی تاریکی میں گزرتی ہے۔

جب تک اس نفسانی گھر کو چھوڑ نہ دیں، اس گھر سے نکل نہ آئیں، تب تک دوسرا گھر دکھایا تو جاسکتا ہے مگر مل نہیں سکتا۔ اگر اس دوسرے گھر کو چاہتے ہیں جو روحانیت کا گھر ہے تو پھر اس نفسانی گھر کو چھوڑنا ہوگا۔

عبادت و بندگی کا مقصود کیا ہونا چاہئے؟

اللہ تعالیٰ نے نفسانی گھر سے نکالنے کے بعد اس سے متصل ایک اور بات کی، فرمایا:

وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللهُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّهَا لَکُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَةِ . (الانفال، ۸:۷)

’’اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے تم سے (کفارِ مکہ کے) دو گروہوں میں سے ایک پر غلبہ و فتح کا وعدہ فرمایا تھا کہ وہ یقیناً تمہارے لیے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلّح (کمزور گروہ) تمہارے ہاتھ آجائے‘‘۔

غزوہ بدر کے لیے نکلتے ہوئے مسلمانوں کے سامنے دو لشکر تھے۔ پہلا ایک ہزار سپاہیوں پر مسلح لشکر تھا جبکہ کفارِ مکہ کا دوسرا لشکر غیر مسلح تھا اور وہ مال و دولت اور سامانِ تجارت پر مشتمل تھا۔ دوسرے لشکر میں دنیاوی منفعت تھی، اس لئے بعض مسلمان یہ چاہتے تھے کہ ہم ان پر قابو پالیں۔

اس آیتِ کریمہ کا روحانی معنی یہ ہے کہ نیکی کی راہ پر نکلتے ہوئے ہماری نگاہ بھی دنیاوی دولت و منفعت پر ہوتی ہے۔ عبادت کرتے ہیں، سجدے کرتے ہیں، خدا کے حضور روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے رزق میں کشائش و فراخی آجائے، مقدموں سے چھوٹ جائیں، اولاد میں برکت ہوجائے، مسائلِ دنیا حل ہوجائیں، گھر میں خیر ہوجائے، امتحانوں میں پاس ہوجائیں، بیماری دور ہوجائے، کاروبار اور روزگار میں ترقی ہو الغرض دنیاوی خواہشات کے حصول کے لیے اللہ کے حضور دعا گو رہتے ہیں۔

وہ فرماتا ہے کہ میرے بندے! تو نے میرے حضور رکوع و سجود کئے، سخت سردی کی راتوں میں شبِ بیداری کی، اعتکاف کیا، میرے لیے سفر کی مشقتیں برداشت کیں، میرے بندے

تو نے اتنا کچھ کیا، اب مانگ کیا مانگتا ہے؟ اتنی عبادت و ریاضت کے بعد بندہ جب اُس سے دولتِ دنیا اور مادی منفعتیں مانگتا ہے تو وہ اپنے بندوں کی دعائیں سن کر فرماتا ہے: افسوس اے بندے! جب تیرے مانگنے کا وقت آیا تو میری عبادت کرکے بھی تو نے مجھ سے میری دنیا مانگی۔ تجارت مانگی، وہ دنیا جس سے میں تمہیں نکالنا چاہتا تھا، اسی کی طلب کی۔ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ وہ چیز مانگی جس میں عزت نہیں تھی اور اپنی ساری عبادتوں کا سودا صرف دنیا کے عوض کردیا۔ یہ تیری سوچ تھی۔ ایک میری سوچ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ

يَعِدُكُمُ اللهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ. (الانفال،۸:۷)

رب چاہتا ہے کہ اے بندے ان سجدوں، اعتکافات، شب بیداریوں، عبادتوں، ریاضتوں، مشقتوں اور سفروں کے عوض مجھ سے چھوٹی چیز نہ مانگ۔ وہ تو تمہارا حق ہے جو میرے اوپر لازم ہے۔ میں وہ دیتا ہی رہوں گا مگر اے بندے! ان مشقتوں کے عوض مجھ سے بڑی چیز مانگ اور وہ بڑی چیز یہ ہے کہ مجھ سے مانگ کہ مولا مجھے نفس اور شیطان کے لشکر پر غلبہ عطا کر۔۔۔ مولا! میں ناسوتی ہوں، ملکوتی، جبروتی اور لاہوتی بن جاؤں۔۔۔ بندے ان عبادتوں کے عوض مجھ سے مجھے مانگ۔۔۔ مجھ سے میری قربت، رضا، مسکراہٹ، وصال اور میرا ایقان مانگ، پھر دیکھ میں تیرے لیے کیا کچھ نہیں کرتا۔

فرمایا: تم چھوٹی چیز مانگتے ہو جبکہ میں تمہیں بڑی چیز دینا چاہتا ہوں۔ تم دنیاوی شان و شوکت کی طرف جاتے ہو جبکہ میں تمہیں اخروی دائمی شان و شوکت دینا چاہتا ہوں۔

روحانی گھر کی طرف سفر کے ثمرات

جو لوگ نفس اور شیطان پر غلبہ کی دعا مانگتے ہیں اور اس پر محنت کرتے ہیں کہ نفس پر قابو پالیں تو اس سبب سے وہ نفسانی گھر سے نکلنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ ان میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ وہ وجود اور نفس کا گھر چھوڑ کر روح کی طرف نکل آتے ہیں۔ یہ لوگ جب نفسانی گھر سے نکل کر روح کی طرف سفر شروع کرتے ہیں پھر عالم ملکوت اور ملاءِ اعلیٰ کی طرف سفر کرتے ہیں تو اس مقام پر اللہ کا ان کے بارے میں ارادہ یہ ہوتا ہے کہ

اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ. (الانفال،۸:۷)

اس آیتِ مبارکہ کا روحانی معنی یہ ہے کہ جب تم اس راہ پر سفر شروع کرتے ہو تو اللہ اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کرنے لگتا ہے۔ حکم ہوتا ہے اے بندے تو اس نفسانی گھر سے نکل کر تو دیکھ۔۔۔ جو اللہ چاہتا ہے وہ مانگ کر تو دیکھ۔۔۔ اپنی چھوٹی سوچ اور گھٹیا چاہت میں اپنے آپ کو قید نہ کر۔۔۔ اس چاہت کی قید سے نکل اور اُس لذتِ حقیقی کی چاہت کی طرف جا جو اللہ نے تیرے لیے چاہی۔۔۔ اسی صورت اللہ اپنے وعدے کو حق کرتا ہے اور تمہارے دلوں پر روحانی اثرات و برکات اور اپنی نعمتوں کا نزول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی و پرہیزگاروں کے لیے جنت، رضوانِ الٰہی، دیدارِ الٰہی اور انوارِ الٰہیہ کی لذت کی شکل میں اپنے انعام و اکرام سے نوازنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ اپنے ان وعدوں کو پورا کرنے لگتا ہے اور وہ اس کے دل پر یکے بعد دیگرے اپنے انوار و تجلیات اتارتا رہتا ہے۔

اللہ کی راہ میں چلتے چلتے وہ بندہ عالمِ روحانیت میں اس قدر ڈوب جاتا ہے کہ ابھی وہ آخرت کی جنت میں پہنچا نہیں مگر اسے دل کی آنکھ سے جنت کے نظارے ہونے لگتے ہیں۔ دل کی آنکھ اخروی نعمتوں کے نظاروں میں گم ہوجاتی ہے۔ کبھی اللہ کی رضا انوار و تجلیات کی شکل میں اس کے دل اور باطن میں اتر جاتی ہے جس سے مستی و بے خودی آتی ہے۔ پھر انسان مجلس میں بیٹھا کھویا کھویا ہوا نظر آتا ہے۔ جلوت میں بیٹھا ہوا خلوت میں چلا جاتا ہے۔ دوستوں کے ہجوم میں بیٹھا ہوا اُس (اللہ) کی طرف رجوع کرتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمیں تک رہا ہے مگر وہ اُس کی نعمتوں کو تک رہا ہوتا ہے اور دل آخرت کے نظاروں میں گم ہوتا ہے۔

جو نظارے مرنے کے بعد نصیب ہونا تھے، وہ اسی زندگی میں قلب اور باطن کی کیفیات بن کر اس پر طاری ہونے لگتے ہیں۔ یہ وہ مقام اور کیفیتیں ہیں جو کبھی کبھی اولیاء اللہ کی زبان سے بیان ہوتی ہیں۔ جب بندہ اللہ کے راستے کا مسافر بنتا ہے تو یہ انوار و تجلیات اور کیفیات و مشاہدات ابتداء میں شروع ہوجاتے ہیں اور یہ اس لیے شروع ہوتے ہیں تاکہ بندے کو یقین ہوجائے کہ جس کی یہ تجلی ہے وہ تجلی والا بھی ہوگا؟ جس

حسن کی یہ جھلک ہے، آخرت میں وہ حسن بھی ہوگا۔

اس مقام پر اِن نظاروں کے ساتھ ساتھ اس کے باطل خیالات کو بھی معدوم کردیا جاتا ہے۔ ہم لوگ نماز و روزہ کا اہتمام بھی کرتے ہیں مگر فاسد خیالات اور شیطانی وسوسے بھی آتے ہیں۔ تلاوت، عبادت، حج کرتے ہیں مگر یہ سب کچھ کرنے کے باوجود شیطانی وسوسے اور فاسد خیالات بھی آتے ہیں۔ یہ باطل وسوسے اور خیالات کیوں آتے ہیں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے، حج و عمرہ کرتے ہوئے، عبادت و تسبیح کرتے ہوئے یہ سوچنا ہوگا کہ یہ ساری عبادات کس گھر میں رہ کر ادا کی جارہی ہیں؟ عبادت اپنی جگہ مگر اس بات پر بھی تو غور کریں کہ یہ نفسانیت کے گھر میں رہتے ہوئے ادا کی جارہی ہے۔ لہذا جب انسان کا ڈیرہ نفسانیت کے گھر میں ہوگا تو خیالات نفسانی اور وسوسے شیطانی ہوں گے۔

اس کے برعکس جب انسان اللہ کی طرف سفر کا آغاز کرتا ہے اور نفسانیت کا گھر چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو سچا ثابت کرنے کے لیے اس پر تجلیات نازل فرماتا ہے اور تجلیات کے نزول و واردات کے وقت جو قلبی مشاہدات ہوتی ہیں اس سے اس کا یقین بڑھتا چلا جاتا ہے اور جب یقین بڑھ جاتا ہے تو باطل خیالات کا ہجوم نہیں ہوتا اور یہ اس پر حملہ نہیں کرسکتے۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ باطل و فاسد خیالات گھر سے باہر رہ جاتے ہیں کیونکہ روحانی گھر کی دیواریں اتنی مضبوط ہوچکی ہوتی ہیں کہ باطل کا لشکر حملہ نہیں کرسکتا، نتیجتاً انسان باطل ونفسانی خیالات اور شیطانی وساوس سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

(جاری ہے) ❀❀❀❀❀

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم بلال اپل اور محترم شاہ نواز اپل (NEC ڈنمارک) کے بھائی محترم محمد ریحان اپل، محترم داؤد درانی (UAE) کے والد، محترم شیخ محبوب عالم (آسٹریا) کی ہمشیرہ، محترم سید مہدی حسین شاہ (اٹلی)، محترم محمد رفیق (سعودیہ)، محترم حافظ ظہیر احمد (آفس سیکرٹری مجلّات) کے خالو، محترم حاجی رضوان (صدر پاکستان عوامی تحریک خانپور)، محترم راجہ محمد سعید (خانپور) کی بیٹی، محترم محمد اقبال (نائب قاصد منہاج یونیورسٹی) کے ہم زلف محترم محمد اکرم (کینٹ لاہور)، محترم فضل دین (گلشن حدید۔ کراچی) کی ہمشیرہ، محترم جمیل احمد یوسفی (نائب ناظم TMQ اٹک) کے بھائی، محترم حاجی اکبر (ناظم MWF اٹک) کی پوتی، محترم حافظ شعیب الرحمٰن چدھڑ (چوکھیانوالہ، ننکانہ صاحب) کی بھابھی، محترم محمد ریاض باٹا (بھوآنہ) کے والد، محترم رانا حبیب احمد خان (پی پی 53 جڑانوالہ) کے تایا جان، محترم صوفی محمد طفیل (شیخوپورہ) کی ہمشیرہ، محترم تنویر حسین (پتوکی) کے بہنوئی، محترم مہر محمد سلیم (گوجرانوالہ) کے والد، محترم مہر مجاہد (گوجرانوالہ)، محترم محمد اسد (گوجرانوالہ) کے والد، محترم محمد ابوبکر (نوشہرہ ورکاں) کے والد، محترم محمد سہیل (بھوآنہ) کی والدہ، محترم شیخ محی الدین (دیپالپور) کے والد، محترم پروفیسر محمد عارف قادری (بصیر پور) کے ماموں جان، محترم فیاض احمد منج (نوشہرہ ورکاں) کی والدہ، محترم محمد نعیم (پی پی 96 گوجرانوالہ) کے والد، محترم قمر عباس (منڈی بہاؤ الدین)، محترم علی حسنین (اوکاڑہ) کے تایا، محترم علامہ مفتی پیر قاری احمد رضا نوری (حویلی لکھا) کی اہلیہ، محترم حافظ شعیب کے والد، محترم گلزار احمد ساقی (لیہ) کی آنٹی (کروڑ) اور انکل (فیصل آباد، محترم عامر مختار گوندل (منڈی بہاؤالدین) کی دادی جان، محترم سہیل رفیع (پی پی 61) کے دادا جان، محترم نور آصف قادری (تنظیمات آفس) کی بھتیجی اور محترم سردار ممتاز احمد ڈوگر (ناظم TMQ حجرہ شاہ مقیم) کے سسر محترم سید احمد ڈوگر قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

جنت کے دروازوں کے کھلنے کا بابرکت مہینہ

فرمانِ رسول ﷺ ہے جو شخص بحالت ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: قرآن و حدیث کی روشنی میں رمضان المبارک کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: رمضان المبارک اسلامی تقویم (کیلنڈر) میں وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرمایا۔ رمضان المبارک کی ہی ایک بابرکت شب آسمانِ دنیا پر پورے قرآن کا نزول ہوا لہٰذا اس رات کو اللہ رب العزت نے تمام راتوں پر فضیلت عطا فرمائی اور اسے شبِ قدر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. (القدر، ۹۷: ۳)

''شبِ قدر (فضیلت و برکت اور اَجر و ثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

رمضان المبارک کی فضیلت وعظمت اور فیوض و برکات کے باب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ.

(بخاری، الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ ابلیس و جنودہ، ۳: ۱۱۹۴، رقم: ۳۱۰۳)

''جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے۔''

۲۔ رمضان المبارک کے روزوں کو جو امتیازی شرف اور فضیلت حاصل ہے اس کا اندازہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارک سے لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(بخاری، الصحیح، کتاب الصلاۃ التراویح، باب فضل لیلۃ القدر، ۲: ۷۰۹، رقم: ۱۹۱۰)

''جو شخص بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔''

رمضان المبارک کی ایک ایک ساعت اس قدر برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہے کہ باقی گیارہ ماہ مل کر بھی اس کی برابری و ہم سری نہیں کر سکتے۔

۳۔ قیامِ رمضان کی فضیلت سے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، اِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً، غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(بخاری، الصحیح، کتاب الایمان، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، ۱: ۲۲، رقم: ۳۷)

''جس نے رمضان میں بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے گئے۔''

سوال: رمضان المبارک میں شیطان کے جکڑے جانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: عام طور پر دو چیزیں گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث بنتی ہیں:

۱۔ نفس کی بڑھتی ہوئی خواہشات اور اس کی سرکشی

۲۔ شیطان کا مکر وفریب

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، وہ نہ صرف خود بلکہ اپنے لاؤ لشکر اور چیلوں کی مدد سے دنیا میں ہر انسان کو دینِ حق سے غافل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے مگر رمضان المبارک کی اتنی برکت وفضیلت ہے کہ شیطان کو اس ماہ مبارک میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان المبارک کی پہلی رات ایک منادی پکارتا ہے: اے طالب خیر! آگے آ، اے شر کے متلاشی! رک جا۔ اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور ماہ رمضان کی ہر رات یونہی ہوتا رہتا ہے۔''

(ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، ۲: ۶۱، رقم: ۶۸۲)

رمضان المبارک میں شیطانوں کے جکڑ دیئے جانے سے یہ مراد ہے کہ شیطان لوگوں کو بہکانے سے باز رہتے ہیں اور اہلِ ایمان ان کے وسوسے قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزے کے باعث حیوانی قوت جو غضب اور شہوت کی جڑ ہے، مغلوب ہو جاتی ہے اور اس کے برعکس قوتِ عقلیہ جو طاقت اور نیکیوں کا باعث ہے، روزے کی وجہ سے قوی ہوتی ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ رمضان میں عام دنوں کی نسبت گناہ کم ہوتے ہیں اور عبادت زیادہ ہوتی ہے۔

شیطانوں کے جکڑے جانے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ گناہوں میں منہمک ہونے والے اکثر لوگ رمضان میں باز آجاتے ہیں اور توبہ کرکے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پہلے وہ نماز قائم نہیں کرتے تھے، اب پڑھنے لگتے ہیں، اسی طرح وہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کی محافل میں بھی شریک ہونے لگتے ہیں، حالانکہ وہ پہلے ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔ پہلے جن گناہوں میں علی الاعلان مشغول رہتے تھے اب ان سے باز آجاتے ہیں۔ بعض لوگ جن کا عمل اس کے خلاف نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطانی وساوس ان کے شریر نفوس کی جڑوں میں سرایت کر چکے ہوتے ہیں کیونکہ آدمی کا نفس اس کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ زمانے میں شر تو موجود ہے اور گناہ بھی مسلسل ہو رہے ہیں تو پھر شیطان کے جکڑنے کا کیا فائدہ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رمضان المبارک سے شیطان کی سرکشی اور طغیانی کی شدت ٹوٹتی ہے اور اس کے ہتھیار کند ہو جاتے ہیں اور اس کی بھڑکائی ہوئی آگ کچھ مدت کے لئے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔

سوال: بیماری کی وہ کون سی حالت ہے جس میں بیمار کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے؟

جواب: اگر مریض میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو اور روزہ مضر صحت ہو، کمزوری اور مرض کے بڑھنے کا خطرہ ہو، روزے سے تکلیف ہو تو ایسا شخص معذور ہے، اسے روزے نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ.

''اور جو تم میں سے مریض ہو یا مسافر تو وہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھ لے''۔ (البقرۃ ۲: ۱۸۴)

یعنی مریض اور مسافر اگر روزہ نہیں رکھ سکتے تو وہ رمضان کے بعد کسی بھی وقت روزے کی قضا کریں گے۔ جتنے روزے نہیں رکھیں گے، اتنے روزوں کی قضا کریں گے۔ اگر مریض ایسا ہے کہ حالت مرض کی وجہ سے بعد میں بھی قضا نہیں کر سکے گا، مرض کے ٹھیک ہونے کی امید نہیں ہے تو ایسا شخص صرف فدیہ دے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ.

''اور جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ان کے ذمے ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے۔'' (البقرۃ، ۲: ۱۸۴)

گویا انتہائی بڑھاپے اور ایسی بیماریوں میں مبتلاء افراد جن کے صحتیاب ہو کر روزے رکھنے کی امید نہ ہو، ان کے لیے فدیہ دینا جائز ہے ہر روزے کا فدیہ صدقہ فطر کے برابر ہے۔ فدیہ رمضان مبارک میں ادا کرنا بہتر ہے، اگر رمضان

میں ادا نہ کیا تو بعد میں بھی دیا جاسکتا ہے۔ ایسا بیمار جس کے صحت یاب ہونے کی امید ہو، وہ فدیہ ادا نہیں کرے گا بلکہ تندرست ہو جانے کے بعد بیماری کے دوران چھوڑے گئے رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء کرے گا۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ ہر مسلمان جو عاقل، بالغ اور صحت مند ہو، اس پر روزہ رکھنا فرض ہے۔ کسی دوسرے کو روزے رکھوا نے سے اس کا اپنا فرض ادا نہیں ہوگا۔ معمولی بیماری کی وجہ سے رمضان کا روزہ قضا کرنا اور یہ خیال کرنا کہ پھر قضا رکھ لیں گے یا فدیہ ادا کر کے یہ سمجھنا کہ روزہ کا حق ادا ہو گیا درست نہیں۔ رمضان کا روزہ اسی صورت میں چھوڑے جب واقعی روزہ رکھنے کی سکت نہ ہو۔

سوال: وہ کون سے امور ہیں جن سے صرف روزہ کی قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں؟

جواب: درج ذیل امور سے صرف روزہ کی قضا لازم آتی ہے:

۱۔ کسی نے زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی اور وہ حلق سے اتر گئی۔

۲۔ روزہ یاد تھا مگر کلی کرتے وقت بلا قصد حلق میں پانی اتر گیا۔

۳۔ قے آئی اور قصداً حلق میں لوٹا دی یا قصداً منہ بھر کے قے کر ڈالی تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہو گی بشرطیکہ دونوں صورتوں میں قے منہ بھر کر ہو اور روزہ دار کو اپنا روزہ یاد ہو۔ اگر روزہ یاد نہیں ہے تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۴۔ کنکری یا پتھر کا ٹکڑا یا گٹھلی یا مٹی یا کاغذ کا ٹکڑا قصداً نگل لیا۔

۵۔ دانتوں میں رہ جانے والی چیز کو زبان سے نکال کر نگل لیا جبکہ وہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور اگر منہ سے نکال کر پھر نگل لیا تو چاہے چنے سے کم ہو یا زیادہ تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۶۔ دانتوں میں سے نکلے ہوئے خون کو نگل لینا جبکہ خون تھوک پر غالب ہو تو روزہ ٹوٹ گیا، قضا واجب ہوگی اور اگر خون تھوک کی مقدار سے کم ہوگا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۷۔ بھولے سے کچھ کھا پی لینے کے بعد یہ سمجھنا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کھا لیں۔

۸۔ کسی کی آنکھ دیر سے کھلی اور یہ سمجھ کر ابھی سحری کا وقت باقی ہے، کچھ کھا پی لیا پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔

۹۔ ابر یا غبار کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہوگیا، روزہ افطار کرلیا حالانکہ ابھی دن باقی تھا۔

مندرجہ بالا ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی صرف قضا لازم ہو گی۔

۱۰۔ اگر کوئی روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لے تو اس پر نہ قضا ہے اور نہ کفارہ، خواہ وہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا۔

۱۱۔ اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں بلا عذر قصداً کھا یا پی لے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

۱۲۔ اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی عذر کی وجہ سے یعنی سفر یا مرض میں روزہ توڑ دے تو اس پر صرف قضا واجب ہوگی کفارہ ضروری نہیں۔

سوال: اگر کوئی بغیر کسی شرعی رخصت یا مرض کے رمضان کا روزہ چھوڑے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں اللہ رب العزت کی خاص رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ دعاؤں کو شرف قبولیت ملتا ہے۔ علاوہ ازیں دنیاوی اور روحانی فیوضات بھی اللہ کی رحمت کا حصہ ہیں جو انسان کو صرف روزہ کی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ وہ شخص بدنصیب ہے جو بغیر کسی شرعی رخصت یا مرض کے روزہ چھوڑ کر اس کی رحمت سے محروم ہو جائے، ایسے شخص کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث مبارک میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ، لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّه، وَإِنْ صَامَه. (ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ما جاء فی الافطار متعمداً، ۲: ۹۳، رقم: ۷۲۳)

''جو شخص بغیر شرعی رخصت اور بیماری کے رمضان کا روزہ چھوڑ دے تو چاہے پھر وہ زندگی بھر روزے رکھتا رہے وہ اس رمضان کے روزے کا بدل نہیں ہو سکتے۔''

فقہاء کے نزدیک جس نے روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کھا پی لیا اس پر قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

روزہ صرف ترکِ اکل و شرب کا نام نہیں

رمضان المبارک، خواہشاتِ نفسانی کی گرفت سے نجات کی انمول گھڑیاں

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ (القرآن)

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

رمضان المبارک کا تعارف خالق کائنات نے یوں کرایا ہے کہ:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ. (البقرہ، ۲: ۱۸۵)

''رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں، پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے''۔

سمجھا دیا گیا کہ یہ ماہِ مبارک لائقِ احترام ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا تھا، یہ ''شہرِ قرآن'' ہے اور قرآن ساری انسانیت کے لیے سراپا ہدایت ہے، اس میں ہدایت طلبی کی واضح نشانیاں ہیں اور یہ حق و باطل کے لیے ایک محکم معیار ہے۔ قرآن مجید کی بے پناہ برکات کا تقاضا ہے کہ اگر جیتے جی رمضان المبارک کی ساعتیں نصیب ہوجائیں تو قرآن کے مطالب تک رسائی کے لیے ان ساعتوں میں روزہ رکھا جائے۔ اس آیت مبارکہ میں قرآن مجید کے حوالے سے رمضان المبارک کا تعارف کرایا گیا اور اسی نسبت کی عظمت کے حوالے سے روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید اور روزے میں ایک مستحکم ربط ہے جس کی بنیاد ہدایت اور ہدایت کے نمایاں اوصاف کے ساتھ تمیزِ حق و باطل کا انمول تحفہ بھی ہے۔ قرآن مجید کے کلمات پر غور کرنے سے یہ حقیقت منکشف ہوجاتی ہے کہ روزہ اس روحانی منزل تک رسائی کا کام دیتا ہے جو کلام الٰہی کا مقصود و مطمع نظر ہے۔ واضح اشارہ دے دیا گیا کہ خالق کا کلام سمجھنے کے لیے محیط مادی آلائشوں سے منزہ ہونا لازم ہے کیونکہ یہ اس کا کلام ہے جو کھانے پینے سے بے نیاز ہے۔ قاریِ قرآن کو چند لمحے اپنی زندگی میں یہ بے نیازی پیدا کرنا چاہئے تاکہ تدبر قرآن کی منزل آسان ہوجائے۔ صبغۃ اللہ میں رنگے جانے کا مشورہ بھی اسی مقصد تک رسائی کے لیے دیا گیا۔ قرآن مجید پوری انسانیت کے لیے صحیفۂ ہدایت ہے مگر عملاً اس کی ہدایت سے فیضیاب وہی ہوں گے جن میں صداقت تک رسائی کا ذوق پیدا ہوجائے۔ یہ رسائی پانے والے ہی تو متقی ہیں، اس لیے روزہ رکھنے کا نتیجہ اسی تقویٰ شعاری کو قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (البقرہ، ۲: ۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ''۔

واضح کر دیا گیا کہ روزوں کا مقصد تقویٰ ہے۔ تقویٰ کیا ہے؟۔۔۔ یہ قلب و نظر کی پاکیزگی ہے۔ ہر عمل خوفِ الٰہی کے

حصار میں آنے کا نام ’’تقویٰ‘‘ ہے۔ روزہ ایک مشق ہے جو تقویٰ کی نمو کا سبب ہے کہ اس عمل سے مادی پستیوں سے آزاد ہونے کا درس ملتا ہے جس سے مقاصد حیات کا عرفان حاصل ہوتا ہے اور جو معرفت الٰہی کی تمہید ہوتا ہے۔ اگر روزہ اس منزل کا راہی نہ بنائے تو یہ ایک لاحاصل مشق ہے جو مطلوب تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں بنتی۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا تصورِ عبادت اس منزل کا حصول ہے جو روز الست قالوا بلیٰ کہہ کر انسان نے انتخاب کی تھی۔ عبادت کا ہر عمل جب تک اس حقیقت کی پاسداری کا ذریعہ نہ ہو، عبادت نہیں ہے اور ہر وہ عمل جو اس حوالے سے سرانجام پائے، اگرچہ صورت کا تعین نہ بھی ہو، عبادت ہے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ امر و نہی کی کوئی صورت بھی ہو، تقویٰ اس کی اساس ہو، وگرنہ شکل تو رہ جائے گی، باطنی ہیولہ مرتب نہ ہوگا۔ باطنی صورت انسانی عمل کی ہوگی تو وہ عمل، عامل کی ذات کے جلا کا باعث ہوگا اور پوری انسانیت کے لیے بھی فلاح اور خیر کا موجب ہوگا۔

ارکانِ اسلام میں کارفرما حکمتیں

ارکانِ اسلام میں سے ہر رکن کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوجائے کہ ہر رکن ذاتی طہارت ونجابت کے ساتھ ساتھ معاشرتی فلاح کا بھی محرک ہے، جس میں دنیا کی کامرانی کا پیغام بھی ہے اور اخروی نجات کا اہتمام بھی۔ ہر عبادت کا منتہیٰ ظاہری زندگی کی آسائش بھی ہے اور باطنی زندگی کی استواری بھی، یہاں سے ہی اخروی نجات کی راہیں نکلتی ہیں۔ قرآن مجید نے اسی دو طرفہ کامیابی کا درس دیا ہے بلکہ اسے ہی دعاؤں کا مقصود بنایا ہے۔ ارشاد ہوا کہ دربار ایزدی میں دست دعا اٹھے تو یہی مانگو کہ:

رَبَّـنَـآ اٰتِـنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (البقرہ، ۲: ۲۰۱)

’’اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ‘‘۔

اس آیت کریمہ میں زندگی میں طلب کی تین صورتوں کا ذکر ہوا۔ دنیا کی حسنات، آخرت کی حسنات اور نتیجہ دوزخ سے بچاؤ۔ دنیا کی حسنات کی دعا، صاف اعلان ہے کہ معاشرے میں حسنات کی کارفرمائی ہو کہ دنیا میں انسان اکیلا نہیں جیتا بلکہ چاروں اطراف کے بندھن کا اسیر ہوتا ہے۔ یہ دعا اسلامی تعلیمات کا مغز بھی ہے اور اسلامی تعلیمات کی امتیازی خصوصیت کا حامل بھی۔ اسی لیے کہا گیا کہ اسلام دینِ فطرت بھی ہے اور دینِ معاشرت بھی کہ مطلوب ایک ہمہ گیر خیر کی افزونی ہے۔ وہ عبادات جو ارکان کا حصہ ہیں ذرا ان کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت الم نشرح ہوجائے گی۔

۱۔ نماز

نماز، عبدیت کے اظہار اور حاکمِ مطلق کے حضور سجدہ ریز ہونے کی تربیت کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی میں یکسانی کا پیغام ہے۔ ہر روز پانچ مرتبہ اس عبادت کا دہرایا جانا انسانی سیرت و کردار میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنے کا موجب بھی ہے۔ ایک صف میں دوسروں کے ساتھ کندھے سے کندھا جوڑ کر اپنے خالقِ حقیقی کا حکم بجا لانا انسانی معاشروں میں مساوات کا درس بھی ہے اور مل کر رہنے کا پیغام بھی۔ مختلف افراد کا یکسو ہوکر ایک جیسی حرکات کا پابند رہنا، معاشرتی تعاون کا وسیلہ بنتا ہے۔

۲۔ زکوٰۃ

زکوٰۃ تو سراسر معاشرتی عمل ہے۔ اس کی ادائیگی سے یہ احساس دوبالا ہوتا ہے کہ میری محنت میں دوسرے بھی شریک ہیں اور یہ شرکت خود پسندی اور تفاخر کا ذریعہ نہیں ہے کیونکہ ارشاد یہ ہے کہ:

فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ. لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ.

’’جن کے اَموال میں حصہ مقرر ہے۔ مانگنے والے اور نہ مانگنے والے محتاج کا‘‘۔ (المعارج، ۷۰: ۲۵)

''حق'' فرما کر اس ادائیگی کو ''احسان'' نہ بننے دیا بلکہ ''حق کی ادائیگی'' شمار کیا گیا۔

۳۔ حج

حج، اسلامی عبادات میں وہ رکن ہے جس میں اسلامی تصورِ حیات کی مرکزیت کا اعلان ہے۔ انسانی شرف کے حاملان کی ہم خیالی، ہم لباسی اور ہم آوازی کا اہتمام بین الاقوامی یکسانی کا فعال اظہار ہے۔ ان عبادات کے اوقات مقرر ہیں تاکہ انسانوں میں حسنِ انتظام کی بھرپور صلاحیت پیدا ہو۔ ان تمام محاسن کے باوجود یہ عبادات مختصر دورانیوں پر محیط ہیں۔

۴۔ روزہ

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی مشق پورے مہینے کرائی جاتی ہے اور اس میں انقطاع بھی نہیں ہے۔ اس لیے اس کے اثرات ہمہ پہلو بھی ہیں اور ہمہ جہت بھی۔

رمضان المبارک کی خصوصی عبادت بہت سی عبادات کا مجموعہ ہے۔ اگرچہ بظاہر روزہ ایک عبادت ہے مگر اس کے جلو میں عبادات کا ایک ہنگام بپا ہے۔ نماز کا جو اہتمام اور اس کی اجتماعی کیفیت کا جو اظہار رمضان المبارک میں ہوتا ہے، وہ ایک دیدنی منظر ہوتا ہے۔ قیام اللیل کا جو جذبہ اس ماہ مبارک میں دیکھا جاسکتا ہے، وہ اسے دیگر مہینوں سے ممتاز کرتا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی رمضان المبارک کی ہمہ جہت نیک فضاؤں کا حصہ ہے۔ تقسیمِ دولت کے عمل میں جب صدقۂ فطر بھی شامل ہوجاتا ہے تو یہ مہینہ خیرات و صدقات کا خصوصی دورانیہ بن جاتا ہے۔ حج کے لیے تیاری کی ابتداء رمضان المبارک ہی سے ہوتی ہے۔ حاضریٔ دربار نبوی ﷺ کا ارمان جب اس ماہ مبارک کی فضاؤں میں مکمل ہوتا ہے تو قلب و نظر میں وارفتگی اور جذباتِ محبت میں تلاطم رونما ہوتا ہے۔ رمضان المبارک عبادات کا جامع ہی نہیں، ان عبادات کے اجر و ثواب میں کئی گنا اضافہ کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ یہ نیکیوں کی ہویدگی اور نیک جذبات کے مچلنے کا مہینہ ہے۔

رمضان المبارک کی یہ حیثیت تقاضا کرتی ہے کہ اس کا وہ حق ادا کیا جائے جو اس کے لیے خاص ہے۔ رحمتوں اور برکتوں کا یہ مہینہ امت مسلمہ کی خصوصی توجہ چاہتا ہے۔ یہ نیکیوں کا موسمِ بہار ہے۔ موسمِ بہار سے لطف اندوز ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کے تقاضوں کو سمجھیں اور ان سے فیضیاب ہونے کا اہتمام کریں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس روحانی فضا سے بہرہ وَر ہوں۔ یہ ''شہرِ قرآن'' ہے اور ''شہرُ اللہ'' بھی۔ اس لیے ہر صاحبِ شعور پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو اپنانے اور قرآنی ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی سعی کرے اور اپنے آپ میں رمضان المبارک کی برکات وصول کرنے کی اہلیت پیدا کرے۔ یہ اہلیت ہی وہ معیار ہے جو رحمتوں کا ہدف بناتا ہے۔

رمضان المبارک کے حوالے سے ہر صاحبِ ایمان کی دوگنا ذمہ داریاں ہیں اور یہ ذمہ داریاں پوری زندگی پر محیط ہیں۔ ذمہ داریوں کا یہ سلسلہ ''شہر اللہ'' کے حوالے سے ہے کہ اس مہینے کو احکامِ الٰہی پر عمل پیرا ہوکر گزارا جائے، روزہ رکھا جائے اور روزے کے تمام آداب ملحوظ رکھے جائیں۔ اعمال کا یہ سلسلہ یوں ترتیب پائے کہ تقویٰ کی منزل آسان ہوجائے۔ یہ ایک مہینہ کی مشق ہے جسے ساری زندگی کو محیط ہونا ہے۔ تقویٰ ہمہ وقت احکام الٰہی کے تحت رہنے، حتی کہ خواہشاتِ نفس کو ان احکام کا پابند بنالینے کا نام ہے۔ تقویٰ کے اثرات یوں مرتب ہوتے ہیں کہ تنہائی بھی ہو، کسی کی نظر بھی نگران نہ ہو، مگر داخل کا ایقان اس قدر مضبوط ہوجائے کہ خلوت وجلوت اطاعت شعاری کا مظہر بن جائیں۔ عمومی حلت کے معاملات بھی پابند آداب ہوجائیں۔ اس سے نفس کے اندر اطاعت کا وہ ذوق پروان چڑھتا ہے کہ جب اجازت کے ایام بھی ہوں تو وہ نفس بے باک نہ ہو۔ وہ محسوس کرنے لگ جائے کہ جب حکم کے نفاذ کا مقرر دورانیہ ان میلانات کو مستقیم رکھتا ہے تو عمومی اور دائمی حکم کی پاسداری کس قدر ضروری ہے۔ روزہ دار کی ذمہ داری ہے کہ وہ حسنات کے موسمِ بہار کو یوں حرزِ جاں

بنائے کہ یہ رویہ زندگی بھر کا عمل بن جائے۔ اس منزل کے حصول کے لیے روزہ سب سے بڑا معاون ہے۔ ارشاد نبویﷺ ہے کہ:

اَلصَّوۡمُ جُنَّۃٌ. (صحيح البخاري، كتاب الصوم، جلد٢، الرقم: ١٧٦١)

''روزہ ڈھال ہے''۔

یہ بدیہی حقیقت ہے کہ انسان ہمہ وقت اپنی خواہشات کی گرفت میں رہتا ہے، لذات کے بے محابا حملوں سے اپنا دفاع کرنا محنت طلب امر ہے۔ روزہ اس دفاعی جنگ میں انسان کا معاون ہے، برائی کے حملے کے سامنے ڈھال ہے۔ اس لیے روزہ دار کی ذمہ داری ہے کہ اس ڈھال کی مضبوطی اور سلامتی کا اہتمام کرے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈھال اتنی کمزور ہوجائے کہ بدی راستہ بنانے لگے۔ ہر روزہ دار اس بات کا پابند ہے کہ اس ڈھال کو مضبوط بنائے، روزے کو یوں ادا کرے کہ نفس راستی کا خوگر ہوجائے تاکہ بدی کا ہر دَر بند ہوجائے۔

رمضان کا دوسرا رخ انسانیت کی مجموعی فلاح کے لیے سعی کرنا بھی ہے۔ روزہ دار معاشرے کا ایسا فرد ہوتا ہے جس کے وجود سے خیر نمو پاتی ہے۔ اس لیے ہماری ذمہ داری ہے کہ حسنات کے اس دورانیے کو نشرِ خیر کا ذریعہ بنائیں۔ سمجھایا گیا ہے کہ روزہ دار سراپا خیر ہوتا ہے، وہ اگرچہ ایسے معاشرے میں رہے جہاں برائی کا غلبہ ہو، ہر جانب سے بدی یلغار کررہی ہو، مگر اس کا متعین وجود ہمہ وقت یہ اعلان کررہا ہوتا ہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ یعنی روزے دار ہونا اُس کو ہر جانب سے محفوظ رکھنے کا اعلان ہے۔ قرآن مجید نے اس کی ایک نہایت نمایاں صورت بیان کی ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کنواری تھیں کہ بچے کی امید پیدا ہوئی۔ یہ صورت حال ہر بند آواز کو بھی طعنہ کشی کی ترغیب دے گئی، پورا معاشرہ الزام کے نشتر لیے اُمڈ آیا، دفاع کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی۔ یہ وہ لمحہ تھا جب روزہ ڈھال بن گیا۔ حضرت مریم علیہا السلام کا جواب صرف یہ تھا کہ:

اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا فَلَنۡ اُکَلِّمَ الۡیَوۡمَ اِنۡسِیًّا.

''میں نے (خدائے) رحمٰن کے لیے (خاموشی کے) روزہ کی نذر مانی ہوئی ہے سو میں آج کسی انسان سے قطعاً گفتگو نہیں کروں گی''۔ (مریم، ١٩:٢٦)

یعنی روزہ دار ہوں، الٰہی پناہ میں ہوں، پھر دراز زبانوں کا خوف کیا!!۔۔۔ روزہ کی پناہ اوڑھ لی تو قدرت مدد کو آئی اور معصوم نومولود ماں کی پاکدامنی کا مبلغ بن گیا۔ یعنی یہ بتادیا گیا کہ روزہ کی پناہ میں آجاؤ، ہر حملہ پسپا ہوجائے گا۔ اس لیے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہمہ وقت اس مضبوط پناہ کے حصار میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر روزہ دار کو ایسی پناہ کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

اس پناہ کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ روزہ دار اپنی ذمہ داریوں کو نبھائے وگرنہ یہ قوت بخش حصار نصیب نہیں ہوتا۔ نبی اکرمﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

مَنۡ لَمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَالۡعَمَلَ بِهِ لَیۡسَ لِلّٰهِ حَاجَۃٌ فِیۡ اَنۡ یَدَعَ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ.

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، ٢:٦٧٣، الرقم: ١٨٠٤)

''جس روزہ دار نے جھوٹ بولنا ترک نہ کیا اور اس پر عمل جاری رکھا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے کے چھوڑنے کی ضرورت نہیں''۔

ارشاد مبارک کا مقصد یہ ہے کہ روزہ صرف ترکِ اکل و شرب کا نام نہیں بلکہ یہ تو تربیت کردار کا ذریعہ ہے۔ اگر یہ مقصد حاصل نہ ہو تو پھر صرف ظاہری صورت گری کا کیا فائدہ!۔۔۔ صوم کا لفظی معنی رکنا بھی ہے۔ یعنی ہر برائی سے اجتناب کرنا اور اپنے آپ کو ایک فرمانبردار مسلمان کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے احکام کا تابع بنانا۔ رمضان المبارک کا مہینہ روزے کے فرض کے ساتھ ساتھ ہر مسلمان پر یہ ذمہ داری بھی ڈالتا ہے کہ وہ اخلاقی تربیت کے اس پروگرام میں کاملۃً شریک ہو۔ اس لیے یہ ہر روزے دار کی ذمہ داری ہے کہ روزے کو شرعی و اخلاقی تقاضوں کے ساتھ اپنائے تاکہ اس کی برکات سے صحیح معنوں میں مستفیض ہوسکے۔

روزہ گناہوں سے بچاؤ کے لیے ایک مضبوط فصیل

ثابت ہوتا ہے لیکن یہ عمل جس قدر نفع بخش ہے اسی قدر محنت طلب بھی ہے۔ امڈے ہوئے جذبات کو لگام دینا، نفس کی خواہشات کے سامنے بند باندھنا اور اَنا کی حیوانی قوت کو تھام لینا بہت بڑی ذمہ داری کا متقاضی ہے، جسے پورا کرنے کی لازمی سعی کرنا چاہئے۔

رمضان المبارک کو ''شهر مواساه'' بھی کہا گیا ہے یعنی ہمدردی اور خیر خواہی کا مہینہ۔ یوں تو دین ہمہ تر خیر خواہی اور بھلائی سے عبارت ہے، ارشاد ہوا:

اَلدِّيْنُ نَصِيْحَة. (صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب: بيان ان الدين النصيحة، ج: ۱، ص ۷۴، الرقم: ۵۵)

''یعنی دین تو ہے ہی خیر خواہی''۔

رمضان المبارک میں دین کا یہ پہلو بہت نمایاں ہوتا ہے کہ اس میں پورا مہینہ اس ''خیر خواہی'' کی مشق کرائی جاتی ہے۔ ایک دوسرے کے درد کا ازالہ، بھائی کے غم میں اس کی معاونت اور امت کے نادار و لاچار انسانوں کا دکھ درد محسوس کرنے کی تڑپ رکھنا، رمضان المبارک کی روح ہے۔ اس مہینے میں بھوک اور پیاس کی شدت کا مقابلہ کرنے کا حکم اسی لیے تو ہے کہ روزہ دار معاشرے کے بھوکوں، معذوروں اور تہی دامن انسانوں کا درد محسوس کرسکے۔ جسے خود اختیاری کے طور پر اس شدت کا احساس نہ ہوگا، وہ دوسروں میں موجود اس محرومی کے ازالے کا احساس کیسے کرسکے گا!۔

قرآن مجید نے روزے کی فرضیت کے بیان کے ساتھ ان لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے جو کسی وجہ سے یہ فرض ادا کرنے کی اہلیت نہ پاسکیں۔ ان میں وہ افراد بھی ہیں جو صاحبِ استطاعت تو ہیں مگر روزہ رکھنے کی توفیق نہیں پاتے۔ ایسے معذوروں کے لیے دوسروں کو روزہ رکھوانے کا حکم دیا گیا ہے۔ فدیہ کا نصاب مقرر کرکے یہ بھی فرمایا گیا کہ جو اس خیر کے عمل میں رضا کارانہ اضافہ کرلے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔

یہ نیکی کی ترغیب ہے، اس لیے ہر صاحبِ استطاعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس خیر کے عمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ ہمسایوں کی تنگدستی کا خیال، غرباء کی عدمِ استطاعت پر نظر اور مفلسوں اور ناداروں کی دلجوئی کا ذوق، روزہ دار کی حسنات میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ روزہ رکھنا نیک عمل ہے تو روزہ رکھوانا بھی خیر کا عمل ہے۔ سحر و افطار میں معاون بننا روزہ کی برکات کو ہمہ گیر بنادیتا ہے۔ مواخات کا عمل انسانی سماج کو رشکِ خُلد بنادیتا ہے۔ روزہ دار صرف خود روزہ رکھنے کی ذمہ داری ہی نہیں نبھاتا بلکہ دوسروں کے لیے بھی خیر کا ذریعہ بن کر معاشرتی ذمہ داری بھی پوری کرتا ہے۔

الغرض رمضان المبارک عملِ خیر اور نشرِ خیر کا وہ دورانیہ ہے جو ہمہ تر تقدس کے جھرمٹ میں ہے۔ تراویح کا روح پرور نظارہ اور قرآن مجید کی تلاوت کا اجتماعی منظر، نیکی کی تحریک بنتا ہے اور یہ پورا مہینہ نیکیوں کا ایسا ریفریشر کورس ثابت ہوتا ہے کہ غیرِ رمضان میں بھی یہ کیف تازہ رہتا ہے۔ یہی اس مشق کا مقصود ہے۔ اللہ کرے کہ ہر مسلمان روزہ کی ڈھال کی پناہ میں آجائے اور پیکرِ حسنات بن کر زندگی گزارے۔

قرآن مجید کے پیغام کے مطابق ایمان لانے والے ہر فرد کا روزہ دار ہونا لازم ہے۔ ہاں! انسانی مجبوریوں کے حوالے سے تین استثناء کا ذکر کیا۔ بیمار اور مسافر روزہ چھوڑ سکتا ہے مگر اس اعتماد کے ساتھ کہ مرض ختم ہوتے ہی اور سفر مکمل ہوتے ہی روزوں کی قضاء کرے گا۔ تیسرا استثناء ان مسلمانوں کے لیے ہے جو نہ روزہ رکھ سکتے ہیں اور نہ ہی زندگی میں ایسے ایام کی امید رکھتے ہوں کہ وہ قضاء کرسکیں گے تو ان کے لیے فدیہ ہے۔ یہ تین قسم کے افراد رعایت سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ باقی سارا مسلم معاشرہ روزہ دار ہوگا کہ ایمان کا یہی تقاضا ہے۔ معذوری کی کوئی صورت نہ ہو اور روزہ بھی نہ ہو تو ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ خود سے سوال کرے کہ وہ ایمان والا ہے یا نہیں؟۔۔۔ خود احتسابی ہی روزے کا جوہر ہے۔ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کے ہر فرد کو اپنا محاسبہ کرنے کی ذمہ داری نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁

ڈاکٹر حسین محی الدین القادری

مسجدِ نبوی ﷺ: عالمِ اسلام کی پہلی درسگاہ

مدارسِ دینیہ نے عظیم مذہبی سکالرز، علمائے دین، عظیم سائنسدان ماہرین طبیعات اور اعلیٰ پائے کے منتظم پیدا کیے

قسط نمبر 3

"پاکستان کا نظامِ تعلیم، متشدد رجحانات اور مدارسِ دینیہ" کے عنوان سے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی حال ہی میں ایک منفرد تحقیقی کتاب شائع ہوئی ہے۔ کتاب میں پاکستان میں نظامِ تعلیم کو درپیش مسائل کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان مسائل کے حل کیلئے قابلِ عمل تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ کتاب میں مدارسِ دینیہ و دیگر تعلیمی اداروں سے متعلق تحقیقی جائزہ، اعداد و شمار اور تاریخی پس منظر کو صراحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب میں مذہبی مدارس کے تاریخی پس منظر، قرونِ اولیٰ و وسطیٰ اور برصغیر پاک و ہند کے مختلف ادوار کا احاطہ کیا گیا ہے۔ نظامِ تعلیم سے متعلق طلبہ و طالبات، اساتذہ اور والدین سے سوال و جواب کے نتیجے میں حاصل ہونے والی معلومات کو کتاب میں بطورِ خاص شامل کیا گیا ہے، جس سے کتاب کی افادیت اور انفرادیت بڑھی ہے۔ کتاب میں مفید نظامِ تعلیم کی تشکیل و ترویج کے ساتھ ساتھ پرامن سوسائٹی کی تشکیل میں معاشی استحکام، مؤثر عدالتی نظام کے قیام، بیداریِ شعور کے ضمن میں میڈیا کے کردار، انتہا پسندانہ تحریر و تقریر کے انسداد اور تحمل و برداشت اور اختلافِ رائے کے احترام کی ناگزیریت پر بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب کے موضوع کی انفرادیت اور افادیت کے پیشِ نظر ماہنامہ منہاج القرآن میں اسے ماہِ مارچ 2018ء سے قسط وار شاملِ اشاعت کیا جارہا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے ضمن میں آپ اپنی قیمتی رائے سے ضرور آگاہ کیجئے۔ (چیف ایڈیٹر)

مذہبی مدارس کا تاریخی پس منظر

لفظِ اِقْرَاْ کے ساتھ الہامی دینِ اسلام کی وحی کا آغاز تعلیم و تدریس کی ضرورت اور اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی حکمِ خداوندی کی پیروی میں حضور نبی اکرم ﷺ نے جہاں مکی دور میں صحابہ کرام ؓ کی دینی و دنیوی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیا، وہیں آپ ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد اسلامی ریاست کا قیام عمل میں لانے کے بعد سب سے پہلے صحابہ کرام ؓ کی تعلیم و تربیت کی غرض سے مسجدِ نبوی میں باقاعدہ تعلیمی ادارہ قائم فرمایا۔

پھر انسانی تاریخ نے وہ منظر بھی دیکھا کہ اس عظیم درس گاہ سے علومِ دینی و دنیوی حاصل کرنے والوں نے دنیا کی امامت کی اور شرق تا غرب علم کی روشنی کو خوب پھیلایا۔

مسجدِ نبوی سے علمی درس گاہ کے آغاز کے بعد اسی روایت کو جاری رکھتے ہوئے مابعد ادوار میں تسلسل کے ساتھ دینی مدارس قائم ہوتے رہے جو اُمتِ مسلمہ کو دین و دنیا کے علوم سے بیک وقت مستفید کرتے رہے۔ ان مدارسِ دینیہ نے عظیم مذہبی اسکالرز، علمائے دین، عظیم سائنس دان، ماہرینِ طبیعات اور ماہرینِ انتظام و انصرام پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے(1)۔

(1) Humphreys, R Stephen., (1991). *Islamic History: A Framework for Inquiry.* (Revised Edition): Princeton University Press.

یہ وہ وقت تھا جب مدارس میں دینی و دنیوی دونوں علوم پڑھائے جاتے تھے۔ تاریخی پس منظر یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسلمانوں نے دنیا کو علم کی لازوال دولت، اقتصادی ترقی اور تکنیکی مہارتوں سے مالا مال کر دیا تھا۔ یہ وہ عظیم لوگ تھے جن کے پاس ایک طرف یونانی علوم وفنون پر دسترس تھی تو دوسری طرف قرآن حکیم کے ابدی علوم میں غوطہ زن تھے۔ جدید وقدیم علوم کے حسین امتزاج کے باعث انہوں نے جدید سائنسز متعارف کروائیں۔ وہ ترقی، خوشحالی اور روشنی کے عظیم مینار تھے۔ ان مدارس سے جابر بن حیان جیسے عظیم سائنس دان، امام غزالی جیسے فلاسفرز، امام جلال الدین سیوطی اور ابن العربی جیسے متصوف اور بوعلی سینا جیسے عظیم ڈاکٹرز پیدا ہوئے۔ آنکھوں کو چندیا دینے والی سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی جس پر آج جدید انسانی تہذیب کو فخر ہے، یہ اہل یورپ نے مسلمانوں سے ورثہ میں لی اور اس میں مزید ترقیاں کیں۔ آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹی جنہیں عالمی تعلیمی نظام میں نمایاں مقام حاصل ہے وہ مسلمانوں کے شاندار علمی عروج کے دور میں الازہر اور الزیتونہ (Al Zaituna) یونی ورسٹی کی طرز پر بنائی گئی تھیں۔ الغرض! وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور معاشرتی و سیاسی ماحول میں تبدیلیوں کے باعث مذہبی مدارس مختلف تبدیلیوں سے گزرتے رہے[1]۔

برصغیر پاک و ہند میں مذہبی مدارس کی تاریخ

مذہبی مدارس برصغیر پاک و ہند میں قیامِ پاکستان سے بھی پہلے کے موجود ہیں۔ تقسیم سے قبل ہندوستان میں تمام مسلم طبقات کے بچوں کے لیے بطورِ تعلیمی مراکز ان کا انتخاب کیا جاتا تھا۔ تعلیمی اداروں میں جدید و قدیم علوم کا امتزاج تھا جو طلبہ میں شعور و آگہی، وسعتِ نظری اور وسیع عالمی نقطہ نظر پیدا کرتے تھے۔ تعلیمی ادارے ایسے علماء پیدا کرتے تھے جو بیک وقت سرکاری دفاتر میں اور سماجی سطح پر اپنی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ مسلمان اپنی مذہبی تعلیم مساجد سے حاصل کرتے تھے جبکہ پرائمری سکول ساتھ ہی منسلک ہوتے تھے۔ اس تعلیم کا بنیادی مقصد مذہبی رجال کار پیدا کرنا تھا جس کے تحت عامۃ الناس کو بیک وقت دنیا و آخرت کے لیے تیار کرنا تھا، گویا مذہب تمام تر علوم سیکھنے کا منبع تھا۔

برصغیر پاک و ہند میں اٹھارویں اور انیسویں صدی میں اسلامی تعلیمی اداروں کا احیاء تعلیمی اور تاریخی اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس نے ہندوستانی ماحول میں مسلم معاشرے کی سماجی، سیاسی اور ثقافتی بحالی کی راہیں متعین کیں۔ اس مذہبی نظامِ تعلیم کے تحت ایک طرف مؤثر مذہبی رہنماؤں کی قیادت میں ہندوستانی مسلمانوں کی مسلسل کردار سازی کا عمل جاری تھا تو دوسری طرف ہندوؤں کے درمیان رہتے ہوئے نہایت منظم انداز میں مسلمانوں میں باہم اتحاد و یگانگت اور شعور بیدار کرنے کی کوششیں ہو رہی تھیں۔ سب سے اہم بات یہ کہ اس نظامِ تعلیم نے مسلمانوں کے اندر اسلامی طرز زندگی، اسلامی تاریخ، فلسفے اور تہذیب وثقافت کا شعور بیدار کیا[2]۔

مذہبی مدارس اور برطانوی دورِ حکومت

جنگ آزادی (1857ء) کی ناکامی کا دور مسلمانوں کی نا امیدی و مایوسی کو ظاہر کرتا ہے۔ کیوں کہ برطانوی راج ان کے لیے نئے سیاسی نظام کا بھی پیش خیمہ تھا۔ مسلمان قوم جو صدیوں سے ہندوستان پر حکومت کر رہی تھی چند دہائیوں کے دورانیے ہی میں غلام اور محکوم ہوگئی اور اقتدار ہاتھوں سے نکل جانے کے بعد جمود اور اضمحلال کا شکار ہوگئی تھی۔ نئے حکمران ان کی وفاداری پر شک کرنے لگے اور جنگِ آزادی میں شامل ہونے کی پاداش میں ان کے لیے سزاؤں کے پیمانے مقرر کیے گئے۔ برطانوی سیکولر

(1) Lyons, Jonathon., (2010). *The House of Wisdom: How The Arabs Transformed Western Civilization*. Jonathon Lyons: Bloomsbury Publishing. London, UK: Imperial College Press.

(2) Haque, Ziaul., (1975). *Muslim Religious Education in Indo-Pakistan. Islamic Studies*, 14(4), 271–292.

نظامِ تعلیم کے ذریعے روایتی اور صدیوں پرانے نظامِ تعلیم کی تبدیلی کی وجہ سے مسلمانوں کو زوال کی طرف دھکیل دیا گیا اور ان کے حریف ہندو برطانیہ کے دوست بن گئے اور نئے نظامِ تعلیم کو اختیار کرنے لگ گئے۔ مسلمان خوفزدہ تھے کہ انگریزوں کے ذریعے متعارف کیا جانے والا نظامِ تعلیم ان کی مذہبی اقدار اور خاص مذہبی و ثقافتی شناخت کو تباہ و برباد کر دے گا(1)۔

برصغیر پاک و ہند میں کئی صدیوں سے رائج تعلیمی نظام اُس وقت تنزلی کا شکار ہو گیا جب برطانیہ نے مسلمانوں سے اقتدار چھین کر اپنے قبضے میں کر لیا اور لبرل تعلیم کو متعارف کرایا۔ مشہور سرکاری مبصر (Civil Servant) - سر ولیم ہنٹر (Sir william Hunter) - نے اپنی کتاب میں اُس وقت کے حالات کی کچھ اِس طرح سے منظر کشی کی ہے:

''ہندوستان میں اقتدار پر ہمارا قبضہ ہونے سے قبل ہندوستانی مسلمان صرف سیاسی ہی نہیں بلکہ علمی طور پر بھی طاقت ور تھے۔ ان کا نظامِ تعلیم ہمارے قائم نظامِ تعلیم سے بہتر تھا۔ تاہم اس کی حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ وہ ایک علمی تربیت اور نکھار کے ایسے اصولوں پر مبنی تھا جو مکمل طور پر غیر معتبر نہیں تھے۔ لیکن انہیں فرسودہ طرز پر پیش کیا گیا تھا اور ہندوستان میں موجود دیگر نظام ہائے تعلیم کی نسبت یہ غیر معمولی طور پر اعلیٰ تھا۔ یہ ایک ایسا نظام تھا جس سے نہ صرف انہیں علمی فوائد میسر آئے تھے بلکہ دنیوی بالادستی کا حصول بھی ممکن ہوا تھا۔

اپنے دورِ حکومت کے ۵۷ سال ہم نے اس نظامِ تعلیم سے فارغ التحصیل افراد کو انتظامی معاملات چلانے کی غرض سے استعمال کیا۔ لیکن اس دوران ہم نے اپنے طور پر ایسی منصوبہ بندی کی کہ جس کے تحت جب ہم ایک نسل کی تربیت کر چکے ہوں گے تو ہم (مسلمانوں کے) پرانے نظامِ تعلیم کو ترک کر دیں گے اور برصغیر پاک و ہند میں ایک ایسی فضا قائم کر دیں گے جس میں (ان مدارس سے فارغ ہونے والے) مسلمان نوجوان اپنے لیے معاشی و معاشرتی زندگی میں ترقی کا ہر دروازہ بند پائیں گے۔''(2)

یوں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم جو مذہبی اور سیکولر تعلیم کا بہترین امتزاج جانا جاتا تھا۔ جس کے تحت ایک طرف طلبہ کو اسلامک سائنسز مثلاً علوم القرآن، تفسیر، علوم الحدیث، اصول الحدیث، منطق، فقہ وغیرہ پڑھائی جاتی تھی اور دوسری طرف فزکس، ریاضی، کیمسٹری اور دیگر سائنسی مضامین میں ان کی قابلیت و اہلیت کو نکھارا جاتا تھا۔ گویا دینی اور عصری علوم وفنون ایک ہی نصابِ تعلیم کا حصہ تھے۔ امام جعفر الصادق ؓ امام اعظم ابو حنیفہ ؓ اور امام مالک ؓ کے استاد تھے اور ساتھ ہی وہ مشہور مسلم سائنسدان جابر بن حیان کے بھی استاد تھے۔ ایک ہی استاد سے زانوئے تلمذ طے کرنے والی یہ شخصیات اپنے اپنے علمی میادین کی امام بن گئیں۔ جب برطانوی سامراج نے برصغیر پر قبضہ کیا تو انہوں نے باقاعدہ سازش کے تحت مذہبی اور سیکولر تعلیم کو جدا جدا کر دیا اور برطانوی حکومت کے ذریعے تعلیمی اداروں میں جو تعلیم دی جاتی تھی وہ سیکولر تعلیم تھی؛ جب کہ مذہبی تعلیم صرف مذہبی اداروں تک محدود ہو کر رہ گئی۔ اپنی مذہبی اقدار، روایات اور تہذیب و ثقافت کے کھو جانے کے ڈر سے مسلمانوں نے برطانوی تعلیم کا بائیکاٹ کیا اور مذہبی تعلیم حاصل کرنے پر ہی اپنی توجہ مرکوز رکھی۔ اس حقیقت کی عکاسی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی کتاب 'فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟' کے صفحہ نمبر 71 پر اس طرح کرتے ہیں:

انگریز نے ملتِ اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے سیکولر نظامِ تعلیم ملک بھر میں رائج کر دیا۔ ایسے نظامِ تعلیم سے عالمِ اسلام میں کوئی رومی، رازی، فارابی، جامی اور ابنِ رشد جیسا ہمہ جہت عالم، مفکر اور دانش ور کیسے پیدا ہوسکتا تھا؟

(جاری ہے) ❀❀❀❀❀

(1) Jaffar, SM., and Sherwani, Haroon Khan., (1936). *Education in Muslim India*: S. Muhammad Sadiq Khan. Javaid, Omar. (2012). *Socio Economic Contribution of Madresa in Pakistan*. Available at SSRN 1986551.

(2) Hunter, William Wilson. (1876). *The Indian Musalmans:* Trubner and Company.

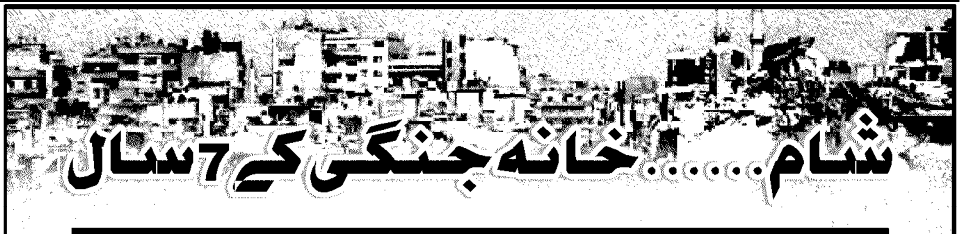

شام..... خانہ جنگی کے 7 سال

1963ء میں فوج کے ایک دھڑے نے بغاوت کر کے شام کی حکومت پر قبضہ کر لیا

محمد ثناء اللہ طاہر

15 مارچ 2018ء سے شام کی خانہ جنگی آٹھویں سال میں داخل ہوگئی ہے۔ سیاسی، جغرافیائی، تزویراتی جمع تفریق سے بالاتر ہر جنگ کی ایک انسانی قیمت ہوتی ہے، اس جنگ میں یہ قیمت شامیوں نے چکائی ہے۔جنگی اسلحے کے تجربات،قتل و غارت گری اور بے گھر ہونے والوں کی تعداد کے لحاظ سے موجودہ دور کا یہ سب سے تباہ کن تنازعہ ہے۔ جنگ کے کئی فریق ہیں، ہر فریق کے غیرملکی پشت پناہ ہیں جو شام سمیت مشرقِ وسطیٰ میں طاقت کے حصول کے لیے آمنے سامنے ہیں۔ اس غیرملکی پشت پناہی نے جنگ کو ہولناک بنا دیا ہے۔ یہ تباہ کن خانہ جنگی کیسے شروع ہوئی؟ اور اس نے موجودہ صورت کیسے اختیار کی؟

تاریخی پسِ منظر

1963ء میں فوج کے ایک دھڑے نے بغاوت کر کے شام کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور عرب قومیت پرست جماعت ’’بعث پارٹی‘‘ کے اقتدار کا آغاز ہوا۔ نئی حکومت میں حافظ الاسد (موجودہ صدر بشار الاسد کے والد) کو فضائیہ کی کمان دی گئی۔ 1966ء میں ایک اور بغاوت کے نتیجے میں فوجی حمایت یافتہ صالح جدید کی حکومت قائم ہوئی اور جنرل حافظ الاسد اس نئی حکومت کے وزیرِ دفاع بن گئے۔ 1971ء میں جنرل حافظ الاسد نے اس حکومت کا خاتمہ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی حافظ الاسد کے طویل آمرانہ دور کا آغاز ہوا۔ حافظ الاسد کی حکومت 2000ء میں ان کے وفات تک جاری رہی۔ ان 30 سالوں میں حافظ الاسد تمام اختیارات کا مرکز تھے۔ ملک میں یک جماعتی نظام تھا، انتخابات میں صرف ’’بعث پارٹی‘‘ کو حصہ لینے کی اجازت تھی۔ حافظ الاسد اپنے اقتدار کے جواز کے لیے ریفرنڈم کرواتے اور ہر مرتبہ 100 فیصد یا 99 فیصد ووٹ لے کر کامیاب ہوتے۔ ووٹوں کا یہ تناسب ریفرنڈم کی شفافیت پر بذاتِ خود سوالیہ نشان ہے۔ اس تیس سالہ حکومت کے خاتمے پر شامی عوام کو توقع تھی کہ بالآخر ان کو اپنا حکمران شفاف طریقے سے چننے کا حق ملے گا‘ لیکن حافظ الاسد کی کرسی ان کے بیٹے بشار الاسد نے سنبھال لی اور حافظ الاسد دور کی پالیسیاں جاری رہیں۔

2011ء تک اسد خاندان اور طاقتور علوی ایلیٹ کلاس نے شام کو عرب قومیت پرست جماعت ’بعث پارٹی‘ کے ذریعے کنٹرول کیا۔2011 کے اعداد و شمار کے مطابق شام کی کل آبادی 2 کروڑ بیس لاکھ تھی جس میں 74 فیصد سنی مسلمان، 12 فیصد شیعہ (علوی) مسلمان جبکہ 10 فیصد مسیحی اور دیگر مذاہب کے ماننے والے تھے۔ نظامِ حکومت اگرچہ سیکولر تھا تاہم فرقہ ورانہ تعصب ضرور موجود تھا۔ 1971ء سے 2011ء تک شام میں ہنگامی حالت نافذ رہی۔حکومت نے ہنگامی حالات کے نام پر خفیہ پولیس ’’مخابرات‘‘ قائم کی۔ اس پولیس کو اختیار تھا کہ ملک میں کسی بھی شخص کو بغیر کسی الزام میں گرفتار کر سکتی ہے۔ اس کے نتیجے میں حکمران طبقے کے خلاف آواز اٹھانے والے ہزاروں شامی جیلوں میں ڈالے گئے، مار دیے گئے یا لاپتہ ہوگئے۔

عرب سپرنگ احتجاجی تحریک

2011ء کے اوائل میں عرب ممالک میں Arab spring (بہارِ عرب) نامی احتجاجی تحریک شروع ہوئی اور پورا

مشرقِ وسطیٰ اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ اسی سال مارچ میں شامی شہر ''درعا'' میں کچھ طلبہ نے اپنے سکول کے دیوار پر صدر بشار الاسد کے خلاف نعرے تحریر کیے، اس کی پاداش میں پولیس نے انہیں گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس پر احتجاج ہوا اور طلبہ کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ جواب میں حکومتی فورسز نے پرتشدد ردِعمل دکھایا۔ نتیجتاً احتجاج پھیل گیا اور دمشق، حمس، حلب، بنیاس سمیت دیگر شہر بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ یہی وقت تھا جب تیونس، لیبیا، مصر، بحرین اور یمن کے عوام بھی اپنے حکمرانوں کے خلاف سڑکوں پر نکلے ہوئے تھے۔ شامی عوام کو ہمسایہ ممالک میں ہونے والے ان احتجاجوں سے حوصلہ ملا، انہوں نے اپنے مطالبات میں ہنگامی حالت کا خاتمہ، سیاسی قیدیوں کی رہائی، جمہوری اصلاحات اور سماجی طبقاتی تفریق کا خاتمہ بھی شامل کر لیا۔ شامی صدر بشار الاسد نے احتجاج کرنے والوں کو غیر ملکی سازشیوں سے متاثر جرائم پیشہ عناصر کہتے ہوئے انہیں شکست خوردہ قرار دیا لیکن ساتھ ہی انہوں نے اصلاحات کی بھی پیش کش کی اور اپنی کابینہ کو تحلیل کر دیا۔ نیا انتخابی ضابطہ جاری کیا گیا جس میں بعث پارٹی کے علاوہ دیگر سیاسی جماعتوں کو بھی انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی۔ ملک سے ہنگامی حالت کا خاتمہ کر دیا گیا، ساتھ ہی احتجاجی مظاہروں پر سختی سے پابندی لگا دی گئی۔ لیکن مختلف شہروں میں احتجاج جاری رہا۔

حمس شہر کا ''کلاک ٹاور سکوائر'' مصر کے تحریر سکوائر کی طرح احتجاجی دھرنوں کا مرکز تھا۔ حالات میں اہم موڑ 18 اپریل 2011ء کو آیا جب کلاک ٹاور میں احتجاج ختم کروانے کے لیے سکیورٹی فورسز نے گولی چلا دی۔ اس کے نتیجے میں درجنوں مظاہرین ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ ردِعمل میں حمس انقلاب کا مرکز بن گیا۔ مرنے والوں سے اظہارِ یکجہتی اور حکومتی ظلم کے خلاف روز مظاہرے ہونے لگے۔ جواب میں حکومتی رویہ بھی سخت ہوتا چلا گیا۔ بشار الاسد کے حامیوں کی طرف سے بھی حکومت کی حمایت میں مظاہرے شروع ہو گئے۔ بشار الاسد کے حمایتی گروہ مسلح ہو کر سکیورٹی فورسز کے ہمراہ احتجاجی مظاہرین کے خلاف صف آرا ہو گئے۔

پرامن احتجاج اب پرتشدد ہونا شروع ہو گیا۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے پولیس، پیراملٹری فورسز اور ملٹری کے کچھ سپاہیوں نے مظاہرین پر گولی چلانے سے انکار کر دیا اور مظاہرین میں شامل ہو گئے۔ حکومتی تشدد کے جواب میں جولائی 2011ء میں ان منحرف افراد نے کرنل ریاض السعد کی سربراہی میں سرکاری افواج کے خلاف ہتھیار اٹھا لیے اور خود کو ''فری سیرین آرمی'' کہلوانا شروع کر دیا۔ یوں پرامن احتجاج شورش میں بدل گیا۔

جہادی اور علاقائی گروہوں کی شرکت

بشار الاسد کے مخالف ممالک جن میں امریکہ، برطانیہ، اسرائیل، ترکی، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، اردن، قطر، فرانس اور جرمنی شامل تھے، وہ شامی اپوزیشن جماعتوں اور فری سیرین آرمی کی حمایت کر رہے تھے۔ دسمبر 2011ء تک فری سیرین آرمی کی تعداد پچیس ہزار تک پہنچ گئی جس میں فوجی طرز پر بریگیڈ اور بٹالین موجود تھے۔ 2012ء میں یہ تعداد پچاس ہزار سے زائد ہوگئی جس میں تربیت یافتہ منحرف فوجی و پولیس افسران موجود تھے۔ انہوں نے ملک کے کچھ علاقوں سے سرکاری فورسز کو نکال دیا اور اپنے زیر قبضہ علاقوں میں انقلاب کے نام پر قتل و غارت گری کا آغاز کر دیا۔ اپوزیشن جماعتوں پر مشتمل ''قومی انقلابی اتحاد'' قائم کیا گیا جسے بشار الاسد حکومت کے خاتمے پر اقتدار سنبھالنا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ تشدد بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ حکومتی فورسز اور باغیوں کی اس لڑائی کے ابتدائی 18 مہینوں میں 60 ہزار سے زائد افراد مارے جا چکے تھے۔

بشار الاسد کی عالمی تنہائی اور ہمسایہ ممالک کی مخالفت کی وجہ سے شام کا زمینی کنٹرول بھی سرکاری افواج کے ہاتھ سے نکل رہا تھا۔ شام کی سرکاری فوج دو لاکھ بیس ہزار میں سے نصف نے فوج کی نوکری چھوڑ دی جن میں سے اکثریت فری سیرین آرمی کا حصہ بن گئے۔

حکومت اور باغیوں کی اس لڑائی سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کرنے کے لیے جہادیوں نے شام کا رخ کرنا شروع کر دیا۔ جنوری 2012ء میں القاعدہ نے شام میں ''الجبۃ النصرۃ'' کے نام سے نئی شاخ قائم کی جو شامی حکومت کے خلاف لڑائی میں شامل ہوگئی۔ 2012ء میں ہی جنگ میں ایک اور فریق کا اضافہ ہوا اور کرد قوم پرست تنظیم YPG (People's Protection Units) نے جنگ میں شامل ہو

کر شام کے کرد اکثریتی شمالی علاقوں پر قبضہ کر لیا اور سرکاری افواج کو وہاں سے نکال دیا۔ یہ تنظیم ترکی کی علیحدگی پسند کرد تنظیم PKK کی شاخ ہے۔ یوں 2012ء کے آخر تک شام کی خانہ جنگی کے چار فریق تھے:

۱۔ شام کی سرکاری افواج
۲۔ شامی اپوزیشن کی فری سیرین آرمی
۳۔ جہادی جنگجو ۴۔ کرد تنظیم YPG

دسمبر 2012ء میں بشار الاسد کی درخواست پر ایران نے بڑی تعداد میں اسلحہ اور پیراملٹری فورس، انقلابی گارڈز کے دستے شام روانہ کیے۔ شامی افواج کی مدد کے لیے لبنانی مسلح تنظیم ''حزب اللہ'' کے جنگجو بھی شام میں داخل ہو گئے۔ ایران اور حزب اللہ کی شمولیت سے جنگ کو فرقہ ورانہ رنگ مل گیا اور خطے میں شیعہ اثر و رسوخ کم کرنے کے لیے سنی خلیجی ممالک نے باغیوں کو اسلحہ اور پیسہ دینا شروع کر دیا جو مبینہ طور پر جہادی جنگجوؤں نے حاصل کر لیا۔ 2013ء کے شروع میں مشرقِ وسطیٰ واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا:

۱۔ سنی ممالک باغیوں کی مدد کر رہے تھے۔
۲۔ شیعہ ممالک بشار الاسد کی حمایت میں پیش پیش تھے۔

تین اہم واقعات

اس کے بعد کے تین واقعات نے حالات کو نیا رُخ دیا:

۱۔ امریکہ کی مداخلت

21 اگست 2013ء کو شام کی سرکاری افواج نے غوطہ اور دمشق کے نواحی علاقوں میں بمباری کی جس میں 1400 لوگ مارے گئے۔ عالمی اداروں نے اس حملے میں مہلک کیمیائی گیس (Sarin) کے استعمال کا الزام لگایا اور اسے بشارالاسد کا جنگی جرم قرار دیا۔ امریکی صدر باراک اوبامہ نے یہ کہتے ہوئے کہ ''بشار الاسد نے خطرے کی لائن کراس کر لی ہے'' شام پر براہِ راست حملے کا عندیہ دیا۔ اس موقع پر روس نے بشار الاسد کو کیمیائی ہتھیاروں کی تحقیق کروانے اور امریکہ کو حملوں سے باز رکھنے کے لیے راضی کر لیا۔ اگرچہ امریکہ بشار الاسد کے خلاف براہ راست حملوں سے رک گیا لیکن اس واقعے سے روس بشار الاسد کی مدد کے لیے منظر نامے میں داخل ہو گیا۔ اس کے کچھ ہفتوں بعد امریکہ نے باغیوں کی مسلح تربیت کے لیے اپنے ٹرینرز اور اسلحہ شام روانہ کر دیا۔ یوں امریکہ اس جنگ کا باقاعدہ فریق بن گیا۔

۲۔ داعش کا ظہور

دوسرا واقعہ فروری 2014ء کا ہے جب جنگ میں 'داعش' نامی ایک اور فریق کا اضافہ ہوا۔ داعش (دولت اسلامیہ فی العراق والشام) عراق میں القاعدہ سے وجود میں آئی تھی، تاہم اس نے 2013ء میں خود کو القاعدہ سے الگ کر لیا اور عراق و شام میں سرکاری فوجوں کے خلاف برسرِپیکار ہو گئی۔ داعش نے جلد ہی عراق اور شام کے تقریباً 81ہزار مربع میل علاقے پر قبضہ کر لیا۔ اس نے شامی شہر ''رقہ'' کو اپنا دارالخلافہ قرار دیتے ہوئے اپنی ریاست اور عالمی خلافت کا اعلان کر دیا۔ خلافت کے نعرے نے جہادیوں کے لیے اسے پرکشش بنا دیا۔ داعش تقریباً ایک لاکھ تربیت یافتہ فوجیوں اور بہترین ہتھیاروں (جو مغربی اور خلیجی ممالک نے باغیوں کو فراہم کیے تھے) سے لیس تھی جس نے جلد ہی شام اور عراق کے بڑے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ مقبوضہ علاقوں میں تیل کی دولت سے مالا مال علاقے بھی شامل تھے۔ ان سے نکلنے والا تیل داعش کی آمدنی کا بڑا ذریعہ بن گیا۔ داعش کے مخالفین مثلاً کرد اور دیگر جنگجو تنظیمیں بھی اس سے تیل خریدنے پر مجبور ہو گئیں۔ داعش نے ابوبکر البغدادی کو خلیفہ منتخب کرتے ہوئے صدر بشار الاسد کو ہٹا کر شامی حکومت پر قبضہ اپنی اولین ترجیح قرار دیا۔ انہوں نے بیک وقت شامی فوج، فری سیرین آرمی، کرد جنگجوؤں اور یہاں تک کہ القاعدہ سے منسلک 'جبہ النصرۃ' کے خلاف محاذ کھول لیے۔

داعش سے مقابلہ کرنے کے لیے امریکہ نے کرد تنظیم YPG کے جنگجوؤں کو منتخب کیا اور انہیں تربیت و اسلحہ فراہم کیا۔ ترکی چونکہ YPG کو اپنی سلامتی کے لیے خطرہ سمجھتا تھا اس لیے اس نے امریکہ سے ناراضی کا اظہار کیا۔ امریکہ کی تربیت یافتہ کرد پیشمرگہ فورس نے اکتوبر 2014ء میں امریکی فضائی مدد سے کوبانی شہر کو داعش سے چھڑا لیا۔ امریکہ اور کردوں کی داعش کے خلاف یہ پہلی کامیابی تھی۔ کردوں کی طاقت نے ترکی کو پریشان کر دیا اور اگست 2015ء میں ترکی

نے شام میں کرد ٹھکانوں پر بمباری شروع کر دی۔ ترکی کا نشانہ داعش کے بجائے کرد تھے جبکہ امریکہ کردوں کی مدد سے داعش کے خلاف لڑ رہا تھا۔ اس سے صورتحال مزید پیچیدہ ہو گئی۔ امریکہ داعش کو اپنا سب سے بڑا دشمن گردانتا تھا جبکہ امریکہ کے اتحادی ترکی اور خلیجی ممالک کی ترجیحات مختلف تھیں۔ اس سے بشار الاسد مخالف اتحاد کمزور ہونا شروع ہو گیا۔

۳۔ روس کی شمولیت

اس جنگ کا تیسرا اہم ترین موڑ ستمبر 2015ء کو آیا جب بشار الاسد کی درخواست پر روس جنگ کا باقاعدہ حصہ بنا۔ روس نے بشار الاسد حکومت کو جائز قرار دیتے ہوئے اس کے دفاع کے لیے اپنی فوجیں شام میں داخل کر دیں۔ اس سے پہلے روس بشار الاسد کو سفارتی اور اخلاقی مدد فراہم کر رہا تھا۔ روسی صدر ویلادیمیر پیوٹن نے داعش کو روس کی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دیا اور شام میں مداخلت کا مقصد بھی داعش کا خاتمہ بتایا۔ لیکن روسی طیاروں نے بشار الاسد مخالف تمام گروہوں کو نشانہ بنایا جس میں داعش، ترکی اور مغرب کے حمایت یافتہ گروہ شامل تھے۔ روس کی فضائی اور ایران کی زمینی مدد سے شام کی سرکاری افواج نے کھوئے ہوئے علاقوں کا کنٹرول دوبارہ حاصل کرنا شروع کر دیا۔

2016ء کے اختتام تک شامی افواج درعا، حلب، بنیاس اور حمس سمیت شام کا بڑا حصہ باغیوں اور داعش سے چھڑانے میں کامیاب ہو گئے۔ جنگ میں روس کی شمولیت کے بعد طاقت کا توازن بدلنا شروع ہو گیا۔ داعش اور اپوزیشن باغیوں کا زور ٹوٹ گیا، شہری علاقوں میں سرکاری افواج اور شمالی شام میں ترکی کی سرحد کے ساتھ کرد قوم پرست YPG مضبوط ہونا شروع ہو گئے۔ عراقی حکومت، شامی حکومت اور کرد جنگجوؤں نے غیراعلانیہ اتحاد نے داعش کے خلاف کارروائیاں تیز کر دیں اور عراق و شام کے کئی مقبوضہ علاقوں کو داعش سے چھڑا لیا۔ امریکی حمایت یافتہ کردوں نے دسمبر 2016ء میں داعش کے دارالخلافہ ’’رقہ‘‘ کو داعش سے آزاد کروا لیا۔ 2017ء داعش کی شکست کا سال تھا، مقبوضہ علاقوں میں سے اکثر اس کے ہاتھ سے نکل گئے اور داعش بظاہر منظرنامے سے غائب ہو گئی۔

4 اپریل 2017ء کو شام کی سرکاری افواج نے خان شیخون کے علاقے میں حملہ کیا جس میں مبینہ طور پر کیمیائی ہتھیار استعمال کیے گئے تھے۔ اس پر امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے آس شامی ایئربیس پر فضائی حملہ کرنے کا حکم دیا جس سے مبینہ طور پر کیمیائی ہتھیار لانچ کیے گئے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا جب امریکی طیاروں نے شام کی سرکاری تنصیبات کو براہِ راست نشانہ بنایا۔ اس سے پہلے شام میں ہونے والے تمام امریکی فضائی حملے داعش کے خلاف ہوئے تھے۔

جنوری 2018ء میں ترکی کی افواج شام میں داخل ہوئیں تاکہ سرحدی علاقوں میں کردوں کا زور توڑ سکیں۔ ترکی نے شامی باغیوں کے ساتھ مل کر عفرین کو کردوں سے خالی کروا لیا ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ امریکی حمایت یافتہ کُردوں کو اس محاذ پر صدر بشار الاسد کی افواج کی مدد حاصل ہے کیونکہ کرد اور بشار الاسد دونوں ترکی کو مشترکہ دشمن سمجھتے ہیں۔

14 اپریل 2018ء عالمی قوتیں علی الاعلان شام پر حملہ آور ہوئیں اور امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے میزائلوں سے شام کی کیمیائی تنصیبات پر حملہ کر دیا۔ شام کے حمایتی ممالک ان حملوں کی حمایت کر رہے ہیں جبکہ بشارالاسد کے حامی ممالک روس اور ایران نے اس کی مخالفت کی ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے میزائل حملے بین الاقوامی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ امریکہ اور اتحادی ممالک نے بشار الاسد پر باغیوں کی طاقت کچلنے کے لئے ان پر کئے جانے والے کیمیائی حملے کو بہانہ بنایا ہے، ان کا کہنا ہے کہ حملوں کا مقصد شامی حکومت کے کیمیائی ہتھیاروں کی صلاحیت کو ختم کرنا ہے۔

شام کی خانہ جنگی میں اب تک پانچ لاکھ سے زائد شامی جاں بحق اور تقریباً ایک کروڑ بے گھر ہو چکے ہیں۔ انفراسٹرکچر تباہ ہو چکا ہے۔ 25 فیصد سے زائد آبادی جنگ کی نذر ہو گئی ہے یا دوسرے ممالک میں ہجرت کر چکی ہے۔ جنگ بندی کے تمام معاہدے لڑائی ختم کروانے میں ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ بشار الاسد کا اقتدار ہر آنے والے دن کے ساتھ مضبوط ہو رہا ہے۔ شامی فوج کی باغیوں کے آخری گڑھ غوطہ کی طرف پیش قدمی جاری ہے۔ مقامی اور عالمی کھلاڑی شام کی شطرنج پر اپنے مہرے ترتیب دے رہے ہیں۔ شامیوں کے لیے امن ایک سراب بن چکا ہے۔ شاید خانہ جنگی کا شروع ہونے والا یہ آٹھواں سال آخری سال ثابت ہو۔ ❁❁❁❁❁

پاکستان عوامی تحریک کا یوم تاسیس

انقلابی جدوجہد کے 29 سال

بیداری شعور کی بے مثال جدوجہد رنگ لارہی ہے

قائد انقلاب نے استحصالی نظام کے خلاف پوری قوم کو بیدار کیا

نوراللہ صدیقی

ہر سال 25 مئی کو پاکستان عوامی تحریک کا یوم تاسیس منایا جاتا ہے۔ 25 مئی 1989ء کے دن موچی دروازہ لاہور میں جلسہ عام کے موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ایک ایسی سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی جس کا منشور ہر قسم کے ظلم و استحصال سے پاک جدید فلاحی، اسلامی معاشرے کے قیام کی راہ ہموار کرنا تھا۔ اپنے قیام سے لے کر آج کے دن تک عوامی تحریک نے نظام کی تبدیلی، عوامی شعور کی بیداری، انسانی حقوق کے تحفظ، معاشی، سیاسی بحرانوں کے حل اور رفاہ عامہ پر بھرپور توجہ مرکوز کی۔ عوامی تحریک کی سیاست کے حوالے سے ایک بات فخر سے کہی جاسکتی ہے کہ اس کی قیادت اس کے جانثار کارکنان اور اس کی سیاست ''میڈ فار پاکستان'' اور'' میڈ اِن پاکستان'' ہے۔ یہ واحد جماعت ہے کہ جو ایک دن کیلئے بھی اقتدار میں نہیں آئی لیکن قومی خدمت کے حوالے سے اس جماعت اور اس کی قیادت کا کنٹری بیوشن قابل ذکر اور قابل تقلید ہے۔

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنی سیاسی فلاسفی اور افکار کے حوالے سے پاکستان کی لوئر مڈل اور مڈل کلاس کی بھرپور ترجمانی کی اور آج 29 سال گزر جانے کے بعد بھی پاکستان عوامی تحریک پاکستان کی پسماندہ اور غریب آبادی کی نمائندہ اور محبوب جماعت ہے۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے پاکستان کی غریب اور مڈل کلاس کی بہتری کیلئے اپنی تمام صلاحیتیں وقف کیں اور ہر موقع پر ان کی آواز بنے۔ عوامی تحریک کو انقلاب کیلئے جدوجہد کرنے والی جماعت کی شہرت اور شناخت حاصل ہے۔ عوامی تحریک کی قیادت کو اور اس کے بے مثال کارکنان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے استحصالی نظام کیخلاف یکسوئی کے ساتھ جدوجہد کی اور پاکستان کے ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے عوام کو باور کروایا کہ یہ نظام اور اس کو تحفظ دینے والے مسلط رہیں گے تو کوئی بہتری نہیں آئے گی۔ اس حوالے سے صرف شعوری مہم ہی نہیں چلائی گئی بلکہ پاکستان عوامی تحریک کی قیادت اور اس کے کارکنان نے بے مثال جانی ومالی قربانیاں دیں۔

ہمیں اس بات پر فخر ہے پاکستان عوامی تحریک کی قیادت اس ظالم نظام کے بارے میں جن خدشات کا اظہار 29 سال سے کر رہی تھی آج وہی باتیں پاکستان کا ہر معتبر ادارہ اور عوامی حلقے بھی کر رہے ہیں۔ 29 سالوں پر پھیلا ہوا یہ سفر اپنے اندر بہت سے واقعات، تجربات اور مشاہدات کو سموئے ہوئے ہے لیکن دسمبر 2012ء میں غیر آئینی انتخابی نظام کے خلاف عوامی تحریک کی شروع کی جانے والی عوامی جدوجہد نے عوامی تحریک کے پیغام کو پاکستان کی ہر گلی اور کوچے تک پہنچا دیا۔ دسمبر 2012ء سے ظالم نظام اور غیر آئینی الیکشن کمیشن کے حوالے سے شروع کی جانیوالی جدوجہد نے ہر طبقہ زندگی پر اثرات مرتب کیے۔ دسمبر 2012ء میں قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صدائے انقلاب نے پاکستان کے سیاسی نظام میں ہلچل پیدا کر دی۔ دسمبر 2012ء میں مینار پاکستان پر لاکھوں پاکستانیوں نے جمع ہو کر ظالم نظام کے خلاف اپنی نفرت اور کراہت کا اعلانیہ اظہار کیا اور پاکستان کے پڑھے لکھے محبِّ وطن سیاسی حلقوں کو وطن عزیز میں حقیقی جمہوریت کے قیام کا ایک وژن اور فکر دی۔ اس موقع پر پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے نظامِ انتخاب کی اصلاح کیلئے

جو مطالبات پیش کیے، کوئی بھی سیاستدان ان کی افادیت سے انکار نہ کر سکا۔ قائد تحریک نے واضح کیا کہ انتخابی اصلاحات کے بغیر انتخاب ہوئے تو عوام کے حقیقی نمائندے اسمبلیوں میں کبھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ دوم: ان کا کہنا تھا کہ آئینی الیکشن کمیشن ہی حقیقی جمہوریت لانے کا سبب بن سکتا ہے۔ یہ دو ایسے آئینی، سیاسی اور جمہوری مطالبات تھے کہ جن کی اہمیت اور افادیت سے نہ اس وقت کوئی انکار کر سکا اور بعد میں تو ہر ایک نے کہا کہ 'ڈاکٹر طاہرالقادری ٹھیک کہتے تھے' کیونکہ اصلاحات کے بغیر 2013ء میں جو انتخابات ہوئے اس میں ایک ایسی جماعت جیت کر آئی جو عوام کی حقیقی نمائندہ نہیں تھی اور 2013ء کے الیکشن کو آج بھی آر اوز کے الیکشن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

جنوری 2013ء میں نظام انتخاب کی اصلاح کیلئے پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیادت میں لاہور سے اسلام آباد کی طرف تاریخ ساز لانگ مارچ کیا گیا جس میں پڑھے لکھے خاندانوں کے لاکھوں نفوس شریک تھے اور پوری دنیا کی توجہ اس لانگ مارچ پر تھی۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ کا یہ واحد لانگ مارچ تھا جس کا مقصد کسی کو اقتدار سے گرانا یا اقتدار میں آنا نہیں تھا بلکہ پاکستان کو آئین اور جمہوریت کی پٹری پر چڑھانا تھا۔ جیسا کہ شروع میں یہ لکھا گیا کہ شعور کی بیداری بھی عوامی تحریک کے منشور کا ایک جزو تھی تو اپنے منشور کے اس جزو پر عملی جدوجہد کرتے ہوئے قوم کو ایجوکیٹ کیا گیا کہ حقیقی جمہوریت لانے کیلئے اور اس کے ثمرات سمیٹنے کیلئے نظامِ انتخاب کی اصلاح ناگزیر ہے۔

اسی لانگ مارچ کے موقع پر قوم نے پہلی بار سنا کہ آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پر پورے اترنے والے نمائندوں کو اسمبلیوں میں آنا چاہیے اور جو امیدوار ان آرٹیکلز پر پورے نہیں اترتے ان کا راستہ کاغذات نامزدگی کے مرحلہ پر ہی روک لیا جانا چاہیے۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے اور بالآخر انہی آرٹیکلز نے قوم کی ظالموں، قاتلوں اور کرپٹ عناصر سے جان چھڑوائی۔ آئین کے آرٹیکل 62 ون ایف کے تحت نواز شریف کی تاحیات نااہلی کے بعد ن لیگ کے ذمہ داران نے برملا کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ایجنڈے پر عمل ہو رہا ہے۔ اگرچہ پاکستان کی عدلیہ ازخود اس نتیجے پر پہنچی کہ کسی جھوٹے کو مقدس عوامی اور آئینی اداروں میں بیٹھنے کا کوئی آئینی حق نہیں ہے، تاہم اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان عوامی تحریک کی قیادت اور اس کے کارکنوں کی بے مثال قربانیوں کے نتیجے میں عوامی شعور اجاگر ہوا اور ظالم قوتوں سے نجات کے آثار پیدا ہوئے۔

ظالم نظام کی تبدیلی کے حوالے سے پاکستان کی سیاسی تاریخ کی سب سے بڑی قربانی اور واقعہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا ہے۔ عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ظالم نظام اور اس کے محافظوں کے خلاف آئین کے دیئے ہوئے احتجاج کے حق کو استعمال کرنے کا اعلان کیا تو اس ظالم نظام کی پروردہ قوتوں نے ماڈل ٹاؤن میں خون کی ہولی کھیلی۔ 17جون 2014ء کے دن 100لوگوں کو گولیاں ماری گئیں جن میں 14شہید ہوگئے۔ ظالم نظام کے خلاف اس قربانی کو اسی طرح یاد رکھا جائے گا جیسے مزدوروں کے حقوق کے لیے شکاگو کے مزدوروں کی قربانیوں کو یاد رکھا جارہا ہے۔ پاکستان عوامی تحریک کے یومِ تاسیس کے تاریخی موقع پر ہم اپنے شہداء، شہدائے ماڈل ٹاؤن اور شہدائے انقلاب مارچ اسلام آباد کو ان کی بے مثال قربانیوں پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری وہ واحد قومی وبین الاقوامی رہنما ہیں کہ جنہوں نے اپنے کارکنوں کو صرف امن سکھایا۔ جنوری 2013ء کا تاریخی لانگ مارچ ہو یا 14اگست کا انقلاب مارچ، تحریک قصاص ہو یا کوئی بھی احتجاجی تحریک، ہر موقع پر کارکنوں کو حکم تھا کہ پر امن رہتے ہوئے اپنے مطالبات پیش کرنے ہیں اور کسی بھی حالت میں قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا۔ یہ قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تربیت تھی کہ 17 جون 2014ء کے دن جب نہتے کارکنوں پر ہر طرف سے گولیوں کی برسات ہو رہی تھی، لاشیں گر رہی تھیں اس وقت بھی قائد انقلاب کا ایک ہی حکم تھا کہ قانون ہاتھ میں نہیں لینا۔ امن کی یہ تربیت کسی اور جماعت کی قیادت اور کارکنوں کی طرف سے بطورِ مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

آج ایک کرپٹ اور جھوٹے شخص کو جب عدلیہ آئین کے مطابق نااہل قرار دیتی ہے تو وہ ریاست کے خلاف اعلان جنگ پر اتر آتا ہے، معزز ججز کے خلاف الزام تراشی اور ہرزہ سرائی کی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی جاتی یہاں تک کہ ججز کے گھروں پر حملے بھی کروائے جاتے ہیں لیکن دوسری طرف کارکنوں کی 14 لاشیں اٹھانے والی قیادت جسے چار سال گزر جانے کے بعد بھی انصاف نہیں ملتا مگر وہ ایسا ایک جملہ بھی زبان پر نہیں لاتی جس سے آئینی اداروں کے وقار پر حرف آتا ہو۔ الحمد للہ پاکستان عوامی تحریک اپنا سیاسی سفر عزت وآبرو کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہے۔ عوامی تحریک اور اس کی قیادت کو مٹانے والے آج خود مٹ رہے ہیں۔ پاکستان عوامی تحریک ایک سیاسی، جمہوری پارٹی ہے۔ آئین پاکستان اور الیکشن کمیشن کے قواعد و ضوابط کے مطابق اپنا قومی، سیاسی کردار ادا کر رہی ہے۔

حال ہی میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کے قوانین وضوابط کے تحت ہر سطح پر پارٹی انتخابات انعقاد پذیر ہوئے۔ محترم قاضی زاہد حسین مرکزی صدر اور خرم نواز گنڈا پور سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ الحمد للہ چاروں صوبوں کی تنظیمات مکمل ہو چکی ہیں اور عوامی تحریک وطن عزیز کی سیاست میں قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی رہنمائی میں اپنا تعمیری اور اصلاحی کردار ادا کر رہی ہے۔ پاکستان عوامی تحریک نے عصری ضروریات کے تابع پارٹی منشور بھی مروّجہ قانونی طریقہ کار کے تحت مرتب کر لیا ہے۔ آئندہ عام انتخاب میں حصہ لینے کے لیے بھی پارٹی پر عزم ہے اور اس ضمن میں کارکنان اور عہدیداران سے مشاورت کا عمل جاری ہے۔

یوم تاسیس پر مرکزی قائدین کے پیغامات

☆ قاضی زاہد حسین (مرکزی صدر پاکستان عوامی تحریک) نے یوم تاسیس کے موقع پر اپنے پیغام میں کہا کہ

''عوامی تحریک روایتی جماعت ہے اور نہ موروثی۔ یہ عوامی تحریک کا ہی اعزاز ہے کہ صوبہ سندھ سے مرکزی صدر کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ عوامی تحریک کسی ایک صوبہ یا خطے کی جماعت نہیں بلکہ ایک قومی جماعت ہے جس میں ہر طبقہ فکر کے پڑھے لکھے افراد اپنا قومی، سیاسی کردار ادا کر رہے ہیں۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری پر ہمیں فخر ہے کہ جن کی زندگی کا ہر لمحہ دین اسلام اور انسانیت کی خدمت میں صرف ہو رہا ہے اور انہوں نے اقتدار میں آئے بغیر آئندہ نسلوں کے لیے وہ کام کر دیئے جس کی دوسری نظیر لانا ناممکن ہے۔ میں اس تاریخی موقع پر ملک بھر کے کارکنان سے کہوں گا کہ وہ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سیاسی فکر کو عام کرنے کے لیے تنظیم سازی پر توجہ دیں، رکنیت سازی مہم پر توجہ دیں اور عوامی تحریک کو گلی کوچے میں متحرک کریں، عوامی تحریک ہی وہ واحد جماعت ہے جس کی قیادت پاکستان کے مسائل سے نہ صرف آگاہ ہے بلکہ انہیں حل کرنے کی اہلیت سے بھی بہرہ مند ہے''۔

☆ خرم نواز گنڈا پور (سیکرٹری جنرل پاکستان عوامی تحریک) نے یوم تاسیس کے موقع پر اپنے پیغام میں کہا کہ

''میری خوش قسمتی ہے کہ میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت اور سرپرستی میں کام کر رہا ہوں۔ میرے لیے یہ بات باعثِ فخر ہے کہ میرے قائد ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے دامن پر کوئی داغ نہیں ہے، پاکستان کی یہ واحد شخصیت ہیں کہ ان کا جتنا کڑا احتساب ہوا، کسی اور کا نہیں ہوا۔ انہوں نے کلمہ حق کو جرأت مندی کے ساتھ ادا کرنے کی ایک نئی مثال قائم کی۔ ان کی جان لینے کے لیے ان کے گھر پر حملہ ہوا، ان کے اہل خانہ کو قتل کرنے کے منصوبے بنے، صرف منصوبے ہی نہیں بنے بلکہ ان پر عمل کرنے کی بھی سرتوڑ کوشش کی گئی لیکن بچانے والی ذات مارنے والوں سے کہیں بڑی اور طاقتور ہے۔ 17 جون کا سانحہ بنیادی طور پر قائد انقلاب ڈاکٹر طاہر القادری کو ہی راستے سے ہٹانے کی ایک گھناؤنی منصوبہ بندی تھی جس میں دشمن نامراد رہا۔ تحریک منہاج القرآن اور ڈاکٹر محمد طاہرا لقادری کی ذات پر وقت کے فرعونوں نے بہتان باندھے، درجنوں جھوٹے مقدمات قائم کیے، بدترین انتقامی کارروائیاں کیں لیکن اس کے باوجود ظالم نظام کی پروردہ قوتیں انہیں کلمہ حق ادا کرنے سے نہ روک سکیں۔ میرا یوم تاسیس پر یہی پیغام ہے کہ عوامی تحریک کا کارکن اسلام کا، پاکستان کا، غریب عوام کا کارکن ہے جسے کوئی باطل قوت نہ ڈرا سکتی ہے، نہ جھکا سکتی ہے۔ تمام کارکنان تمام تر نامساعد حالات کے باوجود اسلامی، قومی اور انسانی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ یوم تاسیس پر تمام کارکنان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ❁❁❁❁❁

میر پور، کوٹلی، مظفر آباد میں رحمۃ للعالمین ﷺ کانفرنسز سے خطابات

اسلامی تعلیمات کا مرکز و محور امن، محبت اور انسان دوستی ہے

منہاج القرآن نے پیغمبر اسلام ﷺ کے انسانیت سے محبت کے پیغام کو دنیا میں عام کیا

رپورٹ
شہباز طاہر

چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ آزاد کشمیر

چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے 31 مارچ تا 3 اپریل 2018ء آزاد کشمیر کا تنظیمی اور تربیتی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران انہوں نے میر پور، کوٹلی اور مظفر آباد میں رحمۃ للعالمین ﷺ کانفرنسز سے خطابات کئے۔ ان کانفرنسز میں تحریک منہاج القرآن آزاد کشمیر کے عہدیداران، کارکنان، وابستگان، مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیات اور عوام الناس کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس دورہ کی مختصر روداد ذیل میں درج کی جا رہی ہے:

میر پور

میر پور میں صاحبزادہ الیاس قمر قادری (چیئرمین مرکزی جمعیت علماء مشائخ جموں کشمیر) کی طرف سے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ اس موقع پر منہاج ایجوکیشن سسٹم پر چیئرمین سپریم کونسل کو تفصیلی بریفنگ دی گئی۔ یہاں دربار سائیں رکن الدین پر حاضری کی سعادت بھی میسر آئی اور مفتی وسیم رضا (چیئرمین مرکزی سنی علماء مشائخ کونسل آزاد کشمیر) سے بھی اہم ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر محترم ظفر اقبال طاہر، حافظ احسان الحق، شاہد محمود قادری، غلام مصطفی صدیقی، سردار منصور احمد خان، چودھری اللہ دتہ، حافظ مفتی نذیر احمد قادری، صاحبزادہ الیاس قمر قادری (چیئرمین مرکزی جمعیت علماء مشائخ جموں و کشمیر)، مفتی وسیم رضا (چیئرمین مرکزی سنی علماء کونسل آزاد کشمیر)، محمد فاروق قریشی (سابق سیکرٹری جنرل انجمن تاجران)، پروفیسر محمد عمران سلطانی اور وائس پرنسپل گلزار صاحب بھی اس موقع پر موجود تھے۔

31 مارچ 2018ء بروز ہفتہ چیئرمین سپریم کونسل کے قافلے کا چترپڑی کے مقام پر شاندار استقبال کیا گیا۔ چیئرمین سپریم کونسل کے قافلے کو اندرون شہر سے گزارتے ہوئے کانفرنس کے مقام بنگیال میرج ہال میر پور پہنچایا گیا۔ اس دوران تمام راستے عمائدین شہر اور کارکنان، ایم ایس ایم اور یوتھ ونگ کے نوجوانوں نے موٹر سائیکلوں کے بڑے قافلے کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ گل پاشی کی اور قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کے حق میں فلک شگاف نعرے لگائے۔ چیئرمین سپریم کونسل نے تحریک کے دیرینہ کارکن محمد الیاس ملنگی و دیگر کارکنان سے بھی خصوصی ملاقات کی۔

کوٹلی

کوٹلی روانگی پر اسلام گڑھ میں چیئرمین سپریم کونسل کے قافلے کا شاندر استقبال کیا گیا۔ یہاں انہوں نے دربار ڈھانگری شریف میں حاضری دی۔ اس موقع پر صاحبزادہ پیر عتیق الرحمٰن فیض پوری کی فاتحہ خوانی ان کے بھائی صاحبزادہ پیر حبیب الرحمٰن سے کی۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل کے قافلے کا ناڑ آمد پر بھی پرتپاک

استقبال کیا گیا۔

☆ دورہ کے دوران دربار گلہار شریف پر حاضری کی سعادت بھی میسر آئی۔ یہاں سردار اعجاز احمد سدوزئی، پیر سید امتیاز حسین شاہ بخاری (سجادہ نشین دربار عالیہ جھنجھوڑہ شریف) وکثیر علماء مشائخ سے ملاقات ہوئی۔

☆ کوٹلی میں ورکرز کے ساتھ بھی خصوصی میٹنگ ہوئی۔

☆ یکم اپریل بروز اتوار رحمٰن برج تا جلسہ گاہ براستہ اندرون شہر چیئرمین سپریم کونسل کے قافلے کا جگہ جگہ پرتپاک استقبال کیا گیا۔ چیئرمین سپریم کونسل نے کوٹلی میں پنگ پیراں مقام پرعظیم الشان، فقید المثال رحمۃ للعالمین کانفرنس سے خطاب کیا جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ شرکائے کانفرنس کا جوش وخروش اور عقیدت و احترام دیدنی تھا۔ چیئرمین سپریم کونسل نے یہاں بھی تنظیمی عہدیداروں سے تفصیلی گفتگو کی اور ملاقاتیں کیں۔

مظفر آباد

☆ کوٹلی سے مظفر آباد جاتے ہوئے چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین کا راولاکوٹ میں بھی پرتپاک استقبال کیا گیا۔

☆ دھیرکوٹ میں بھی پرتپاک استقبال کیا گیا، یہاں سید ابرار سرور شاہ، محمد ظفر اقبال طاہر، حاجی عبدالرزاق، عمران عباسی، محمد نذیر قریشی، پروفیسر خانان ایاز، عبدالقدوس، جنید اکرم چودھری، حافظ مفتی نذیر احمد قادری، مفتی شیخ فرید احمد، صاحبزادہ پیر محمد رفیق جھاگوی (آستانہ عالیہ جھاگ شریف)، صاحبزادہ میاں منظور احمد کاشف (آستانہ عالیہ ترنڈا شریف)، صاحبزادہ جاوید منان (آستانہ عالیہ غوثیہ دارالذکر مظفر آباد)، قاضی عبدالوحید ،سید تصور حسین کاظمی (آستانہ عالیہ ٹیگی شریف)، علامہ ارشد محمود، مفتی توفیق احمد، علامہ سید حسن حقانی، علامہ بشیر احمد صدیقی، علامہ ظہور احمد چشتی، علامہ پرویز قریشی، سید لیاقت علی انجم، علامہ محمد اسلم سلیمی اور جید علماء مشائخ و وکلاء سے خصوصی ملاقات اور گفتگو ہوئی۔ مظفر آباد میں چیئرمین سپریم کونسل نے ورکرز کنونشن سے بھی خطاب کیا۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل نے ہجیرہ آفس، لائبریری کا وزٹ بھی کیا، کارکنان سے ملاقات کی، لائبریری اور سیل سنٹر کے اجراء پر بھی مسرت کا اظہار کیا۔ چیئرمین سپریم کونسل نے آزاد کشمیر کے دورے کے دوران تنظیمات، عہدیداروں سے بھی تفصیلی ملاقات کی اور تحریک منہاج القرآن کے ویژن 2025ء کے حوالے سے بھی تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔

☆ دو اپریل بروز سوموار چیئرمین سپریم کونسل مظفر آباد پہنچے، یہاں سبزہ زار نیلم ویو ہوٹل میں کانفرنس سے خطاب کیا، کارکنان سے ملاقاتیں کیں۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کانفرنسز سے خطابات

چیئرمین سپریم کونسل نے میر پور کوٹلی اور مظفر آباد میں رحمۃ للعالمین کانفرنسز سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انتہا پسندی اسلام اور عالمِ اسلام کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ انتہا پسندی کے زہر سے نوجوان نسل کو تباہ کیا جارہا ہے، انتہا پسندی کے خاتمے کیلئے قوم کے بچے بچے کو متحد اور یکسو ہونا ہوگا۔ انتہا پسندی سے فرقہ واریت اور دہشتگردی جنم لیتی ہے اور دہشتگردی انسانیت کی بقاء کیلئے آج بڑا خطرہ بنی ہوئی ہے۔ اسلام ایک آفاقی اور سلامتی والا دین ہے، اس کی تعلیمات کا مرکز ومحور امن، محبت، رحمت اور انسان دوستی ہے۔ تحریک منہاج القرآن پیغمبر اسلام ﷺ کی انسانیت سے محبت والے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں عام کررہی ہے۔

ڈاکٹر حسن محی الدین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ اس کے رسول ﷺ کا یہ پیغام اور حکم ہے کہ تفرقہ بازی سے بچو، تفرقہ فساد ہے اور ہر فسادی پر جنت حرام کر دی گئی۔ اسلام دینِ امن ہے، اسلام میں بے گناہ کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں اگر پھوٹ، اختلاف اور تفرقہ پیدا ہورہا ہو یا ہو چکا ہو تو جو شخص اختلاف وتفرقہ ختم کرنے اور امت کو محبت اور امن وآشتی کے ساتھ وحدت کی طرف بلائے، اصلاح کرنے، صلح کرانے اور امن کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرے گا وہ اللہ سے نفلی

عبادات، صدقات، خیرات اور صیام سے بھی زیادہ اجر پائے گا کیونکہ امت کے درمیان فساد ڈالنا اور تفرقہ پیدا کرنا دین کی جڑوں کو کاٹنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار، لامحدود اور ادراک سے ماورا صفات ہیں مگر اللہ نے قرآن مجید میں اپنے اوصاف میں سے رحمت کے وصف کو ربوبیت کے تعارف کیلئے خصوصی طور پر منتخب کیا۔ اسلام دیگر مذاہب کی طرح محض اپنے پیروکاروں سے خطاب اور ان کی فلاح و بہبود کی بات نہیں کرتا بلکہ اس کا موضوع انسانیت کی فلاح و بہبود ہے۔

ڈاکٹر حسن محی الدین القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس اور آپ ﷺ کے فرامین میں بھی رحمت اور محبت غالب و برتر نظر آتی ہے۔ دین اسلام کی تعلیمات میں رحمت، محبت، شفقت، نرمی اور عفوو درگزر کو اساسی اہمیت حاصل ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ خطہ کشمیر کے عوام امن اور محبت کے داعی ہیں۔ اس خطہ میں انسانیت سے پیار کیا جاتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اہل کشمیر 70 سال سے طاقت کے زور پر غلام بنائے گئے ہیں، ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا مگر پھر بھی دونوں طرف کے کشمیری عوام پرامن طریقے سے آزادی کی جدوجہد کررہے ہیں۔ ان کے حق آزادی کو اقوام متحدہ نے منظور کیا ہے اور کشمیری عوام آزادی کے حوالے سے عالمی برادری کے کیے گئے وعدوں کو پورا کیے جانے کے منتظر ہیں۔ ہماری دعا ہے اللہ اہلِ کشمیر کو آزادی کی نعمت سے ہمکنار کرے اور اس خطے کو حقیقی معنوں میں امن، محبت، سلامتی اور خوشیوں کا گہوارہ بنائے۔ ڈاکٹر حسن محی الدین نے غزہ کے فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی فوجوں کی وحشت ناک بمباری اور ڈرون حملوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی، انہوں نے کہا کہ فلسطین اور کشمیر کے مسلمانوں کے حقِ آزادی کی تحریک کو پوری دنیا نے تسلیم کیا ہے ،انہیں آزادی کا حق نہ دینے والے غاصب ہیں۔

ڈاکٹر حسن محی الدین نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن اور عوامی تحریک ظلم کے خلاف سینہ سپر ہے ،جہاں ظلم ہو گا وہاں قائدانقلاب ڈاکٹر طاہرالقادری اور ان کے کارکن صدائے حق بلند کرینگے۔ظلم کے خاتمے کیلئے جدوجہد کرنے پر سانحہ ماڈل ٹاؤن ہوا۔ چار سال گزر جانے کے بعد بھی انصاف نہیں ملا لیکن ہم مایوس نہیں ہیں، ان شاء اللہ انصاف ہو گا اور قاتل اپنے انجام سے دو چار ہونگے۔ اللہ نے تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو کلمہ حق کہنے کی توفیق اور جرأت سے نوازا ہے۔ وہ دین کی تجدید، اصلاحِ احوال اور نظامِ سیاست میں اصلاحات کیلئے اپنا بھرپور اور قابل تقلید کردار ادا کررہے ہیں۔ حق گوئی کی اس جدوجہد میں فکری اور نظریاتی اعتبار سے کارکنوں نے جانی اور مالی قربانیاں بھی دیں، کوئی کارکن پیچھے نہیں ہٹا اور آج کے دن تک ظالم نظام کو چیلنج کررہا ہے۔ پوری تحریک کو شہدائے ماڈل ٹاؤن، شہدائے انقلاب مارچ اسلام آباد، مضروبین اور حق کی اس جنگ میں قید و بند کی سختیاں برداشت کرنے والے عظیم کارکنوں کی قربانیوں پر فخر ہے۔

☆ ناظم تحریک منہاج القرآن جموں کشمیر محترم ظفر اقبال طاہر نے چیئرمین سپریم کونسل کے دورہ آزاد کشمیر کے انتظامات کو حتمی شکل دی اور مقامی عہدیداروں نے دورے کو کامیاب بنانے کیلئے بے حد محنت کی۔ دورہ آزاد کشمیر کے موقع پر یوتھ لیگ کے مرکزی صدر مظہر محمود علوی اور ایم ایس ایم کے مرکزی صدر چودھری عرفان یوسف ہمراہ تھے۔ آزاد کشمیر میں ہر موقع پر اور ہر جگہ پر یوتھ ونگ اور ایم ایس ایم کے نوجوانوں نے چیئرمین سپریم کونسل کا والہانہ استقبال کیا۔ نوجوانوں کے جوش وخروش سے ثابت ہورہا تھا کہ یوتھ ونگ اور ایم ایس ایم کی قیادت نے کشمیر میں تنظیم سازی پر بھرپور توجہ دی ہے جس کا نتیجہ کارکنوں کے جوش و خروش کی صورت میں نظر آرہا تھا۔ نائب ناظم اعلیٰ محترم رانا محمد ادریس، جنوبی پنجاب کے صدر محترم چودھری فیاض احمد وڑائچ، قاضی فیض الاسلام، سید ابرار سرور شاہ، ظفر اقبال طاہر، علامہ جمیل احمد زاہد اور شہباز طاہر بھی اس دورہ میں ہمراہ تھے۔

❁❁❁❁❁

سوشل میڈیا، عصری تقاضے اور ذمہ داریاں

گلوبل ولیج میں پیغام رسانی کے تقاضے بدل گئے

تحریر: عتیق الرحمن

سوشل میڈیا کی ضرورت و اہمیت کے حوالے سے خصوصی تحریر

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری پاکستان میں ظالم اور فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام کے خلاف انقلاب کی سب سے بڑی مضبوط اور توانا آواز ہیں۔ ان کے ساتھ اس مشن میں شریک نوجوان تحریک کا سرمایہ اور فخر ہیں۔ میرے سمیت اکثریت ایسے احباب کی ہے کہ ہم مصطفوی مشن میں قائد انقلاب کے خطابات سن کر شامل ہوئے اور قائد انقلاب کو سننے کی وجہ سے نظام کی تبدیلی کی فکر ہماری زندگیوں کا اولین مقصد بن گئی۔ دنیا جدید ایجادات کی وجہ سے سکڑ گئی ہے اور اس گلوبل ولیج میں پیغاماتِ دعوت کو عام کرنے کے تقاضے بھی بدل گئے ہیں، کبھی دعوت کیلئے پاکستان کے دورہ جات کیے جاتے تھے، اخبارات اور PTV کے ذرائع استعمال کیے جاتے تھے، پھر تحریک نے آڈیو، ویڈیو کیسٹ اور سی ڈیز کو متعارف کروایا اور تحریک کا پیغام پاکستان ہی نہیں دنیا کے ہر خطہ تک پہنچا۔ حالیہ چند سالوں میں ہونے والی ابلاغیات کے شعبہ میں ترقی نے دعوتی پیغام کو عوام تک پہنچانے کے تقاضوں اور ضرورتوں کو تبدیل کر دیا ہے۔ ٹی وی اور اخبارات کی افادیت اپنی جگہ مسلّمہ مگر مختصر سے وقت میں ایک بڑی تعداد تک موثر پیغام کی ترسیل کے ضمن میں سوشل میڈیا ابلاغیاتی دنیا میں انقلاب کے طور پر سامنے آیا۔

اخبارات اور میڈیا ہاؤس اس وقت سیاست میں فریق بن چکے ہیں اور اپنے اپنے ایجنڈے کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں۔ عام آدمی کی رائے کو وہ فوقیت نہیں مل رہی جو کبھی روایتی ابلاغ عامہ کا خاصہ تھی، یہ ضرورت بڑی حد تک سوشل میڈیا نے پوری کی ہے۔ دوطرفہ کمیونیکیشن سوشل میڈیا کی سب سے بڑی خوبصورتی ہے، آپ اخبارات میں یکطرفہ طور پر دوسروں کی آراء پڑھ رہے ہوتے ہیں اور فوری طور پر اپنے رائے نہیں دے پاتے، اسی طرح الیکٹرانک میڈیا کو بھی فالو کرتے ہوئے آپ ایک فریق کے نقطہ نظر کو تو سن رہے ہوتے ہیں مگر خود اس کا حصہ نہیں بن پاتے۔ روایتی ابلاغیات میں کسی گروپ کو تو نمائندگی میسر ہوتی ہے لیکن فرد کو اظہارِ خیال کے حوالے سے وہ نمائندگی میسر نہیں۔ یہ کمی سوشل میڈیا نے پوری کی۔

کوئی بھی شخص اپنا ایک ٹویٹر اکاؤنٹ بنا کر علاقائی، قومی اور عالمی مباحث کا حصہ بن جاتا ہے اور اپنی آزادانہ رائے دینے میں آزاد ہوتا ہے۔ ٹویٹر کی اہمیت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ اب ادارے، جماعتیں، اہم شخصیات روایتی میڈیا کو براہ راست خبر دینے کی بجائے اپنے پرسنل یا ادارہ جاتی ٹویٹر اکاؤنٹس کو استعمال کرتے ہیں اور پھر ان اکاؤنٹس کو روایتی میڈیا فالو کرتا ہے۔ سپر پاور امریکہ کے صدر بھی اپنی پالیسی اور بیانات کے حوالے سے اپنے ٹویٹر اکاؤنٹ کا سہارا لے رہے ہیں۔ آج اس سیاسی، سماجی شخصیت کو فرسودہ خیالات کا حامل تصور کیا جاتا ہے جو سوشل میڈیا کے جدید ذرائع کو بروئے کار نہیں لاتا۔ سوشل میڈیا کی اس اہمیت کے پیش نظر پاکستان میں بھی انفرادی طور پر اور شعبہ جاتی حوالے سے سوشل میڈیا اکاؤنٹس بنانے کی سوچ سرایت کر چکی ہے اور خبر دینے اور خبر لینے میں سبقت لے جانے کی جنگ جاری ہے۔ انتخابی نتائج کا سامنا تو پانچ سال کے بعد ہوتا ہے لیکن سوشل میڈیا پر تو مقابلہ ہر روز ہوتا ہے اور ہر روز ہار جیت کے فیصلے ہوتے ہیں۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد میں تحریک کے حوالے سے عرض کروں گا کہ تحریک منہاج القرآن اور اس کی قیادت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے تحریک کے پیغام کو عام کرنے کے لیے سب سے پہلے جدید ٹیکنالوجی کو اختیار کیا۔ جب بہت سے ادارے

کمپیوٹرائزیشن سے واقف بھی نہیں تھے اس وقت ادارہ منہاج القرآن اور اس کی قیادت اس جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کر رہی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جدید ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ ہونے کی سوچ کو لے کر آگے بڑھنا ہوگا اور اس سلسلے کو کسی صورت بھی ٹوٹنا نہیں چاہیے۔ اگرچہ تحریک سے وابستہ نوجوان سوشل میڈیا کے تمام ٹولز کو استعمال کر رہے ہیں لیکن وہ بہت محدود ہے اور زیادہ تر انحصار کاپی پیسٹ پر ہے۔ تصاویر کو باہم شیئر کرنا، شائع شدہ خبروں کو شیئر کرنا اور تحریکی اپڈیٹس کی معلومات کو شیئر کرنے پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے جبکہ اس جدید ذریعے کو مزید بہتر طریقے سے استعمال کرنے کے حوالے سے ایک خلاء موجود ہے۔

یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ تحریک سے وابستہ قیادت کو سوشل میڈیا کے اس جدید ذریعے کو بروئے کار لانا چاہیے۔ کسی بھی سطح پر جو عہدیدار ذمہ داریاں انجام دے رہے، انہیں اپنا ایک ٹویٹر اکاؤنٹ بنانا چاہیے اور اسے روزانہ کی بنیاد پر Look After کرنا چاہیے۔ بہت بہتر ہوگا اگر قیادت کی طرف سے براہ راست معلومات گراس روٹ پر شیئر کی جائیں۔

یہ جدید ابلاغ کی صدی ہے۔ جلسہ جلوس اور ٹاک شوز کی افادیت اپنی جگہ لیکن سوشل میڈیا کا مؤثر استعمال انقلاب لانے کا ایک بڑا ذریعہ اور ٹول ہے جس کے تحت آپ گھر بیٹھے لاکھوں، کروڑوں افراد کو اپنی فکر اور اس کی افادیت سے روشناس کروا سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے مؤثر استعمال کے حوالے سے تحریک کی افرادی قوت کا شیئر بہت کم ہے، اگرچہ یہ بہت کم شیئر بھی اپنی ایک شناخت رکھتا ہے لیکن فیصلہ کن نتائج کے حصول کے لیے اس شیئر کو بڑھانے پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ تحریک سے وابستہ افراد کی تعداد لاکھوں میں ہے ان کی سوشل میڈیا کے استعمال کے ضمن میں ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ انفرادی طور پر کام کرنے کی بجائے اجتماعیت کی طرف لانے کی ضرورت ہے۔ انہیں ایک واضح ڈائریکشن دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں قائد انقلاب کے تحقیقی کام کو اب سوشل میڈیا کے جدید ذرائع سے ہم آہنگ کرنا ہے۔

افسوس کہ اب کتاب بینی کا کلچر دم توڑ رہا ہے اور انتہائی مصروف زندگی کی وجہ سی ڈیز اور خطابات سننے کا بھی وقت میسر نہیں ہے۔ اب سیدھا گوگل یا یوٹیوب سے پسندیدہ موضوع تک رسائی کا رجحان ہے۔ آن لائن بک ریڈنگ کا رجحان ہے۔ قائد انقلاب کی انقلابی فکر کو اس حوالے سے پرموٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ مواد گوگل، یوٹیوب، ٹویٹر، فیس بک پر لانا چاہیے۔ ہماری توجہ ان کروڑوں نوجوانوں کی طرف ہونی چاہیے جو آن لائن رہتے ہیں۔ وہ علم کے متلاشی ہیں مگر دور جدید کے ذرائع پر انحصار کرتے ہیں۔ ہمیں ان کے شوق مطالعہ اور ذوق مطالعہ کے مطابق انہیں آن لائن مواد فراہم کرنا ہے۔ ہمیں خبر کو عام کرنے کے لیے نہیں اپنی فکر کو عام کرنے کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال کرنا ہے۔ میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ تحریک سے وابستہ قیمتی ہیرے جو آج پوری دنیا میں پیشہ وارانہ فرائض انجام دے رہے ہیں انہیں واپس اس فکری دھارے میں لانے کی ضرورت ہے اور سوشل میڈیا اس کا بہترین ذریعہ ہے۔ ہمارے پاس قائد انقلاب کی فکر سے ہم آہنگ نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ ہم ہر روز ان کی فکر سے متعلق عوامی، سماجی، مذہبی معاملات پر ٹویٹر ٹرینڈ سیٹ کر کے تحریک کے دعوتی کام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا سکتے ہیں۔

میں اس کی مثال ایک تازہ ترین واقعہ سے دوں گا کہ ”جسٹس فار زینب“ کے ٹرینڈ کو منہاجینز نے لانچ کیا اور یہ ٹرینڈ نہ صرف پاکستان کا نمبر 1 ٹرینڈ بنا بلکہ یہ دنیا میں ٹاپ 4 ٹرینڈز میں شامل ہوا اور اس ٹرینڈ کی وجہ سے معصوم زینب کو انصاف ملا اور ہماری سماجی زندگیوں کے ایک گھناؤنے پہلو پر عدلیہ، میڈیا اور سوسائٹی کے دانشوروں کو گفتگو کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہدایات کی روشنی میں سوشل میڈیا ورکنگ کونسل کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے۔ سوشل میڈیا ورکنگ کونسل میں تمام فورمز کو نمائندگی حاصل ہے۔ ہمیں ضلعی و تحصیلی سطح پر سوشل میڈیا کونسلیں تشکیل دینی ہیں، نئے لکھاری پیدا کرنے ہیں اور ان کی تربیت کرنی ہے۔ جس طرح ہمارے قائد اپنے علم و عمل، فکر و کردار و گفتار میں بے مثال ہیں اسی طرح ان کی فکر کو عام کرنے کے لیے سوشل میڈیا ڈیپارٹمنٹ کو بھی بے مثال بنانا ہے۔ اس ضمن میں تمام قائدین اور سوشل میڈیا ایکٹوسٹ کو تمام تر نامساعد حالات کے باوجود تحریکی فکر کو عام کرنے کے لیے اپنا حصہ ڈالنا ہے اور سوشل میڈیا کو گپ شپ کا نہیں بلکہ قومی، عوامی، ملی اور دینی خدمت کا ذریعہ بنانا ہے۔ ❁❁❁❁❁

دکھی انسانیت کی خدمت، عبادت کا جوہر

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام شادیوں کی اجتماعی تقریب

MWF انسانی خدمت کا بے مثال فورم ہے: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

23 جوڑے رشتہ ازدواج میں منسلک، سیاسی، سماجی، مذہبی شخصیات کی شرکت

رپورٹ: سید امجد علی شاہ (ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن)

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن دکھی انسانیت کی خدمت کا ایک عالمگیر نیٹ ورک ہے جس کے زیر اہتمام درجنوں منصوبہ جات جاری ہیں۔ ان منصوبہ جات میں اجتماعی شادیوں کا پراجیکٹ بطور خاص قابل ذکر ہے۔ 25 مارچ 2018ء کے دن منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام شادیوں کی اجتماعی تقریب منعقد ہوئی اور 23 جوڑے رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے جن کے جملہ اخراجات منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن نے مخیّر حضرات کے تعاون سے برداشت کیے۔ یہ تقریب گزشتہ 15 سال سے بلاتعطل منعقد کی جاتی ہے۔ اجتماعی شادیوں کی تقریب کے پروجیکٹ کے تحت اب تک 2600 سے زیادہ خاندانوں کی مدد کی جا چکی ہے۔ ایک شادی پر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن ڈیڑھ سے دولاکھ روپے خرچ کرتی ہے۔

اجتماعی شادیوں کی اس پروقار تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن ونعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ حاجی محمد امین القادری (صدر سنٹرل پنجاب منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن) نے خطبہ استقبالیہ دیتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کی زیر سرپرستی قائم منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کا تعارف اور خدمات بیان کرتے ہوئے جملہ مہمانان گرامی کو خوش آمدید کہا۔

تقریب کے مہمان خصوصی ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے کہا کہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن تحریک منہاج القرآن کا قابل فخر ویلفیئر ونگ ہے جو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی رہنمائی میں معاشرے کے غریب اور مستحق طبقے کی خدمت ان کی عزت نفس کو مجروح کیے بغیر کررہا ہے۔ یہ خدمت صریحاً انسانیت کی بنیاد پر کی جاتی ہے جس میں رنگ نسل و زبان یہاں تک کہ مذہب کے امتیاز کو بھی نہیں دیکھا جاتا جس کا ثبوت مذکورہ تقریب میں 2 مسیحی جوڑوں کی موجودگی ہے۔

اظہارِ خیال شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

تقریب سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ٹیلی فونک گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ

''منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی ٹیم کو اس پروقار تقریب کے انعقاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ منہاج القرآن کا ہر کارکن خدمتِ انسانیت کا عملی پیکر بن جائے۔ اس لیے کہ جو شخص کسی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ محشر کے دن اس کی مشکل آسان کرتا ہے۔ تمام ڈونرز اور مخیّر حضرات جنہوں نے اس تقریب کے انعقاد میں اہم کردار ادا کیا، وہ قابلِ تحسین ہیں بالخصوص ڈاکٹر عابد عزیز (ہالینڈ) کہ جن کی خدمات اجتماعی شادیوں کے پراجیکٹ کے ساتھ ساتھ آغوش کے لیے بھی قابل ستائش ہیں۔ اسلام ایک ایسا دین اور ضابطہ حیات ہے جو لوگوں کی خیر

☆ ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن

خواہی، لوگوں کے ساتھ بھلائی اور ان کی حاجت روائی کی تلقین کرتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تمہارا کسی مسلمان بھائی کے لیے خوشی کا موقع فراہم کرنا تمہیں مغفرت کا مستحق بنانے والے کاموں میں سے ہے۔ انسانیت کی خدمت کے کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا بڑا سبب ہے۔

منہاج القرآن اور اس کے جملہ ذیلی فورمز کی تنظیم اس طرح سے ہوئی ہے کہ ہر عمل میں اسلام کی خدمت کے ساتھ ساتھ انسانیت کی خدمت کو بھی فوقیت حاصل ہے۔ انسانی خدمت کے حوالے سے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن تحریک کا ایک قابلِ فخر فورم ہے جو گذشتہ 3 عشروں سے اللہ کی دی ہوئی توفیق کے مطابق لوگوں کے دکھ درد اور خوشیاں بانٹ رہا ہے۔ الحمد للہ آج مرکزی سیکرٹریٹ لاہور میں شادیوں کی پُر وقار اجتماعی تقریب انعقاد پذیر ہے جس میں اللہ نے ہمیں آج ایک بار پھر 46 خاندانوں کی میزبانی کا شرف بخشا ہے۔ آج 23 جوڑے اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنے جا رہے ہیں۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اپنے قیام سے اب تک شادیوں کی اجتماعی تقاریب منعقد کر کے 2600 سے زائد خاندانوں کو آپس میں ملانے کا وسیلہ بن چکی ہے۔ یہ تقاریب پاکستان کے دیگر شہروں میں بھی منعقد کی جاتی ہیں۔

میں آج اس تقریب میں شریک تمام دلہوں، دلہنوں ان کے عزیز اقارب اور ہمراہ آنیوالے باراتیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت انہیں یہ خوشیاں مبارک کرے اور ان کی زندگیوں میں کبھی کوئی دکھ اور تکلیف نہ آئے۔ محبت اور عزت کا جو رشتہ آج ان کے درمیان قائم ہوا ہے اللہ اسے ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کو اور زیادہ توفیق دے کہ وہ اسی طرح خوشیاں بانٹنے میں پیش پیش رہے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی خدمتِ خلق کا دائرہ شرق تا غرب پھیلا ہوا ہے۔''

☆ تقریب سے عبداللہ حمید گل نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری نے دینِ اسلام کا پرامن اور انسانی خدمت والا پہلو انتہائی موثر انداز سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

☆ تحریک انصاف کے رہنما جمشید چیمہ اور اُن کی اہلیہ مسرت چیمہ نے کہا کہ مستحقین اور ضرورت مندوں کو باعزت روزگار دینا، اجتماعی شادیوں جیسی تقاریب کا انعقاد اور انسانی خدمت کا فریضہ انجام دینے والی جملہ خدمات پر ڈاکٹر طاہرالقادری، تحریک منہاج القرآن اور منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کو مبارکباد دیتے ہیں۔

☆ تقریب سے دیگر مقررین محترم شیخ رشید احمد (چیئرمین عوامی مسلم لیگ)، محترم غلام محی الدین دیوان، محترم شفیق رضا قادری، محترمہ بیلم حسین نے بھی اظہار خیال کیا۔ اجتماعی شادیوں کی تقریب میں شریک معروف شاعر ودانشور زاہد فخری نے اپنا کلام سنا کر شرکائے تقریب کو محظوظ کیا۔

☆ تحریک منہاج القرآن کے ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈاپور نے اپنی گفتگو میں انسانیت کی خدمت اور تحریک منہاج القرآن کے کردار پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے نئی زندگی کا آغاز کرنے والے جوڑوں کو مبارکباد دی۔

☆ ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن محترم امجد علی شاہ نے جملہ مہمانوں اور ڈونرز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس بات کا اعادہ کیا کہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اپنے قائد شیخ الاسلام کی ہدایت کے مطابق اپنا کام اسی طرح سے جاری و ساری رکھے گی اور دکھی انسانیت کی خدمت میں پیش پیش رہے گی۔

☆ مسلمان جوڑوں کا نکاح منہاج علماء کونسل کی ٹیم نے پڑھایا اور خطبہ نکاح محترم سید فرحت حسین شاہ نے پڑھا۔ اسی طرح مسیحی جوڑوں کا نکاح ان کے محترم پادری نے پڑھایا۔

☆ 23 بچیوں کو فی کس پونے دو لاکھ روپے مالیت کا ضروریات زندگی کا سامان دیا گیا اور 15 سو سے زائد باراتیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ ہر بارات اور دولہے کا روایتی بینڈ باجے کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ تحریک منہاج القرآن اور عوامی تحریک کے مرکزی قائدین پھولوں کی پتیاں نچھاور کر کے دولہوں کا استقبال کرتے رہے جبکہ دلہنوں کو منہاج القرآن ویمن لیگ کی خواتین رہنماؤں نے خوش آمدید کہا۔ دلہوں اور دلہنوں کو ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی طرف سے خصوصی تحائف بھی پیش کیے گئے۔

☆ تحریک منہاج القرآن کے ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور اور

نائب صدر بریگیڈیئر (ر) محمد اقبال نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ تقریب میں جی ایم ملک، جواد حامد، شاہد لطیف، علامہ میر آصف اکبر، علامہ عثمان سیالوی، ام حبیبہ، ڈاکٹر ثمر فاطمہ، افنان بابر، زینب ارشد، ثمرین، خرم شہزاد، شاہد اقبال یوسفی، سہیل رضا، شہزاد رسول، جواد حامد، عبدالحفیظ چودھری، راجہ زاہد، ساجد محمود بھٹی، حافظ غلام فرید، حاجی فرخ، نعیم الدین چودھری ایڈووکیٹ، اورنگزیب رضا، ڈاکٹر شاہد شیخ، طاہر بھٹی سمیت ویمن لیگ، یوتھ لیگ، ایم ایس ایم کے عہدیداروں، کارکنوں نے شرکت کی۔

MWF کے پراجیکٹس پر ایک نظر

تحریک منہاج القرآن تجدید دین اور اصلاح احوال کی عالمگیر تحریک ہے، اصلاح احوال سے مراد محض تزکیہ نفس نہیں ہے بلکہ دنیاوی امور میں بھی دکھی انسانیت کی خدمت اصلاحِ احوال میں شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی ایک علیحدہ فورم کے طور پر تشکیل کی اور اسے براہ راست انسانی خدمت کے پراجیکٹس کے ساتھ ہم آہنگ کیا۔ الحمدللہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اجتماعی شادیوں کی سالانہ تقاریب لاہور سمیت فیصل آباد، گجرات، بدوملہی، سیدوالا، خانقاہ ڈوگراں، دولتالہ اور واہ کینٹ میں سالانہ بنیادوں پر انعقاد پذیر ہوتی ہیں اور اس انسانی خدمت سے سینکڑوں مستحق خاندان مستفید ہو چکے ہیں۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام آغوش کا ادارہ بھی کام کررہا ہے۔ آغوش یتیم اور بے سہارا بچوں کیلئے اعلیٰ سطح کا ایک تعلیمی اور فلاحی منصوبہ ہے۔ یتیم بچوں کی کفالت اس انداز سے کی جاتی ہے کہ ان کو والدین کی کمی کا احساس نہ ہو، ان کی رہائش، خوراک، تعلیم، کھیل اس کے علاوہ ضروریات زندگی کی ہر چیز ان بچوں کو فراہم کی جاتی ہے۔ ان کو وطن عزیز کے مفید شہری بننے کی تربیت کا ادارہ آغوش میں بطورِ خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ الحمدللہ لاہور کے کامیاب فلاحی پراجیکٹ کے بعد آغوش سیالکوٹ میں بھی پچھلے 2 سال سے یتیم بچوں کی کفالت کررہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کراچی میں بھی آغوش نے کام شروع کر دیا ہے۔ دیگر شہروں میں بھی آغوش کے منصوبے لانچ کیے جارہے ہیں۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام فراہمی آب کے منصوبہ جات سالہا سال جاری رہتے ہیں۔ اس وقت پاکستان کے دور افتادہ علاقوں میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ ایسے علاقوں میں بھی منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔ اندرون سندھ، تھرپارکر، جنوبی پنجاب کے پسماندہ علاقوں میں واٹر پمپس لگائے گئے ہیں اور اب بلوچستان میں بھی واٹر پمپس پر کام جاری ہے۔ تھرپارکر میں ساڑھے تین سو سے زیادہ بڑے واٹر پمپ لگائے جا چکے ہیں۔ پاکستان میں کل 35 سو سے زائد واٹر پمپس لگائے جا چکے ہیں۔ واٹر پراجیکٹس کا یہ کام تھرپارکر کے علاوہ لاڑکانہ، نوڈیرو، رتوڈیرو، شہداد کوٹ، شکارپور، جیکب آباد، صحبت پور (بلوچستان)، مظفرگڑھ اور راجن پور میں جاری ہے۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام فری دسترخوان کا منصوبہ بھی مرکز سمیت ملک کے مختلف علاقوں میں عرصہ دراز سے جاری ہے۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کا ایک پراجیکٹ بیت المال ہے جس کے تحت مستحق افراد کی درخواستیں ایک فول پروف نظام کے تحت منظور کی جاتی ہیں اور مستحق افراد کو مالی مدد دی جاتی ہے۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام سٹوڈنٹس ویلفیئر بورڈ قائم کیا گیا ہے جو زیر تعلیم مستحق سٹوڈنٹس کی سہولت کیلئے ماہانہ سکالرشپ فراہم کرتا ہے۔ سالانہ سینکڑوں طلبہ و طالبات اس پراجیکٹ سے مستفید ہورہے ہیں۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن ماہانہ بنیادوں پر غریب و مستحق خاندانوں کی کفالت کا انسانی فریضہ بھی انجام دی رہی ہے، اس پراجیکٹ کے تحت مستحق خاندانوں کو راشن کی صورت میں مدد فراہم کی جاتی ہے۔

میڈیکل کے شعبہ میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن مختلف شہروں میں ایمبولینس سروسز بھی فراہم کررہی ہے۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اندرون اور بیرون ملک انسانی خدمت کے تمام شعبہ جات پر کام کررہی ہے۔ ہم زیر نظر تحریر پڑھنے والوں کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ مرکزی سیکرٹریٹ تشریف لائیں اور آغوش، بیت الزہرہ، منہاج یونیورسٹی لاہور، ایم ای ایس سمیت جملہ فلاحی منصوبہ جات کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اپنی تجاویز سے نوازیں۔ ❁❁❁❁❁❁

خصوصی ہدایات برائے معتکفین شہرِ اعتکاف2018ء

بحمداللہ تعالیٰ اس سال بھی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی سنگت میں اور محترم ڈاکٹر حسن محی الدین القادری و محترم ڈاکٹر حسین محی الدین القادری کی معیت میں جامع المنہاج بغداد ٹاؤن، ٹاؤن شپ لاہور میں 27 واں شہراعتکاف آباد ہورہا ہے۔ جسے حرمین شریفین کے بعد دنیا کے سب سے بڑے اعتکاف ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ شہر اعتکاف تحریک منہاج القرآن کی پہچان ہے۔ وہ ہزارہا خوش نصیب معتکفین جو امسال اس سعادت سے فیض یاب ہوں گے ان کیلئے مرکز کی جانب سے خصوصی ہدایات دی جارہی ہیں۔ جملہ معتکفین پر اِن ہدایات کی پابندی لازمی ہوگی۔ نیز تنظیمات جن معتکفین کو لے کر آئیں گی اُن سے ان ہدایات پرعمل درآمد کروانا لازم ہوگا۔ جملہ تنظیمات، رفقاء و کارکنان اعتکاف کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

1۔اعتکاف گاہ میں آنے سے پہلے کرنے والے کام

ا۔ پریشانی سے بچنے کے لئے بروقت ایڈوانس بکنگ کروالی جائے۔ بکنگ پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر ہوگی۔ اعتکاف گاہ میں گنجائش کے مطابق بکنگ کی جائے گی اور جگہ کی تنگی کے باعث تنظیمات کو کوٹہ الاٹ کیا جائے گا۔ یکم رمضان المبارک تک اگر کوئی تحصیلی تنظیم اپنے کوٹہ کے کوپن نہیں خریدے گی تو اس کا کوٹہ اس کے پاس نہیں رہے گا بلکہ open کردیا جائے گا۔ معتکفین کی مطلوبہ تعداد مکمل ہونے پر بکنگ بند کردی جائے گی۔ اعتکاف کی بکنگ کیلئے مقامی تنظیم سے رابطہ کریں۔

۲۔ 7 رمضان تک اعتکاف رجسٹریشن فیس 2000 روپے ہوگی۔ 15 رمضان تک اعتکاف رجسٹریشن فیس 2500 روپے ہوگی جبکہ 15 رمضان المبارک کے بعد رجسٹریشن نہیں کی جائے گی۔

۳۔ ضروری سامان ہمراہ لے کر آئیں۔ ۴۔خواتین چھوٹے بچوں کو ساتھ نہ لائیں۔

۵۔کتب، CDs، DVDs، میموری کارڈز کی خریداری کیلئے رقم ساتھ لائیں مگر رقم اعتکاف گاہ میں موجود بینک میں جمع کروائیں۔

۶۔ اگر کوئی بیماری ہے تو ڈاکٹر کی رپورٹ اور مکمل ریکارڈ ساتھ رکھیں۔

۷۔ امیر حلقہ کی ذمہ داریاں سرانجام دینے کی صلاحیت کے حامل افراد کو تیار کر کے لائیں۔

۸۔ مقامی تنظیم کے ذریعے قبل از وقت مرکز کو اطلاع کریں تاکہ انتظامات بہتر ہوسکیں۔

۹۔ سیکیورٹی کے پیش نظر اصل قومی شناختی کارڈ ہمراہ لائیں، فوٹو کاپی قابل قبول نہیں ہوگی۔

۱۰۔ جملہ معتکفین اپنے کوپن کے ساتھ اپنی پاسپورٹ سائز تصویر attach کریں گے جسے وہ اپنے سینے پر آویزاں کریں گے۔ اس کی پابندی کرنا ہر ایک پر لازم ہوگا۔

2۔اعتکاف گاہ میں آتے وقت

ا۔ بروقت آمد (ہجوم اور پریشانی سے بچنے کیلئے 20 رمضان المبارک کی صبح ہی تشریف لے آئیں)

۲۔ سکیورٹی اور انتظامیہ سے بھرپور تعاون کریں۔ ۳۔ہر شخص اپنی اور اپنے سامان کی خود چیکنگ کروائے۔

۴۔ اعتکاف گاہ میں داخلہ ٹوکن کے بغیر نہ ہوگا۔ لہذا ایڈوانس بکنگ والے احباب اپنا ٹوکن ہمراہ لائیں۔

۵۔ موبائل فون اور قیمتی اشیاء بنک میں جمع کرواکر رسید حاصل کریں۔

۶۔ موبائل لانے سے اجتناب کریں، ضروری رابطے کے لئے PCO کی سہولت دستیاب ہوگی۔

۷۔ شہراعتکاف میں موبائل فون کے استعمال سے معتکفین ڈسٹرب ہوتے ہیں جس سے یکسوئی متاثر ہوتی ہے نیز موبائل

فون گم ہونے کی صورت میں انتظامیہ ذمہ دار نہیں ہوگی، آپ خود خیال رکھیں۔

نوٹ: انتظامیہ سے ہر ممکن تعاون فرمائیں تا کہ انتظامیہ آپ کو بہتر سے بہتر سہولیات فراہم کر سکے۔

3۔دورانِ اعتکاف: ا۔معتکفین پر انتظامیہ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون لازم ہوگا۔

۲۔ کسی قسم کی شکایت کی صورت میں اپنے بلاک انچارج سے رابطہ کریں۔ ہر بلاک میں انتظامیہ کا ڈیسک موجود ہوگا تا کہ آپ کا مسئلہ فوری طور پر حل ہو سکے۔

۳۔ ڈسپلن کے لیے ضروری ہے کہ ہر معتکف کے پاس جس بلاک کا کارڈ ہے وہ وہیں رہ سکتا ہے۔ دوسرے بلاک میں جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ آسانی کے لیے ہر بلاک کے کارڈ کا نام اور رنگ دوسرے بلاک سے مختلف ہے۔

۴۔ آرام کے وقت آرام ضرور کریں تا کہ اگلے دن Fresh ہوکر معمولات سرانجام دے سکیں۔

۵۔ دیگر معتکفین بالخصوص بزرگوں کا خیال رکھیں اور اعتکاف گاہ میں موجود سہولیات کیلئے بزرگوں کو ترجیح دیں۔

۶۔ مشکلات زندگی کا حصہ ہیں اور قرب الٰہی بغیر مشکلات اور صبر کے ممکن نہیں، اس لیے دس روز پیش آنے والی مشکلات کو صبر وتحمل سے برداشت کریں کیونکہ روزے سے برداشت اور صبر کا سبق ملتا ہے۔

۷۔ کسی مسئلہ کے حل نہ ہونے پر پریشانی کی صورت میں شور شرابہ اور ماحول خراب کرنے کے بجائے انتظامیہ سے رابطہ کریں۔ ۸۔شیڈول کے مطابق نظام پر بہر صورت عمل کریں۔

۹۔ قرآن وحدیث کی روشنی بکھیرتا ہوا قائد محترم کا خطاب ہی حاصل اعتکاف ہے اس کو کسی قیمت پر Miss نہ کریں۔

۱۰۔ اعتکاف ایک ایسی سنت ہے جس میں اس کی روح کو مدنظر رکھنا لازمی امر ہے۔ لہٰذا اعتکاف میں تفریح کیلئے نہ آئیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول اور گناہوں سے توبہ کیلئے اعتکاف کریں اور اسکے جملہ تقاضے پورے کریں۔ ۱۱۔ اپنے سامان کی خود حفاظت کریں۔

۱۲۔ ایک دوسرے سے حسن سلوک سے پیش آئیں نیز عملی طور پر باہمی مدد، خدمت وقربانی کے جذبے کے ساتھ اعتکاف میں آئیں۔

۱۳۔ جن احباب کے ساتھ خواتین بھی آئیں وہ احباب، خواتین اعتکاف گاہ میں ملنے کیلئے جانے یا فون کرنے سے اجتناب کریں۔

۱۴۔ صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ کوڑا کرکٹ وضو خانہ اور باتھ روم کی جگہ نہ پھینکیں بلکہ کوڑے والے ڈرم میں پھینکیں۔

۱۵۔ سیکیورٹی کے پیش نظر اپنے اردگرد کے ماحول اور افراد پر کڑی نظر رکھیں۔ کسی بھی مشکوک فرد یا لاوارث سامان/ شاپنگ بیگ، تھیلا وغیرہ دیکھنے کی صورت میں فوری انتظامیہ کو اطلاع کریں۔

۱۶۔ انتظامیہ کی طرف سے جاری فیڈ بیک پروفارمہ اور کوائف فارم ضرور پر کریں۔

۱۷۔ دوسروں کیلئے آسانیاں پیدا کریں۔ ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے گردونواح کے معتکفین کو کسی قسم کی تکلیف پہنچے۔

۱۸۔ آپ اپنی زکوٰۃ وعطیات اور فطرانہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے کیمپ پر جمع کرواسکتے ہیں۔

۱۹۔ معتکفین اپنے بلاک کے حلقے میں رہیں صرف نماز کی ادائیگی وخطاب سننے کیلئے مسجد میں تشریف لائیں۔

4۔واپسی: ا۔واپسی کیلئے ٹرانسپورٹ کا بندوبست بروقت کریں اور منتظمین کو اپنی ڈیمانڈ 26 رمضان المبارک تک فراہم کردیں۔

۲۔ اپنا مکمل سامان ساتھ لے کر جائیں (شیخ الاسلام کے خطابات کی CDs، DVDs اور کتب زیادہ سے زیادہ اپنے ہمراہ لے کر جائیں)۔ ۳۔اپنی آسانی کے لئے دوسروں کیلئے مشکلات پیدا نہ کریں۔

۴۔ اپنے حلقے کی صفائی ضرور کرکے جائیں کیوں کہ عید کے فوراً بعد سکول کے ننھے منے طلباء نے تعلیم کیلئے یہاں آنا ہے۔

خرم نواز گنڈا پور (ناظم اعلیٰ وسربراہ شہرِ اعتکاف) 0301-5140075

محمد جوّاد حامد (ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن واجتماعات وسیکرٹری شہرِ اعتکاف)

0333-4244365,0315-3653651,042-35163843

تحریک منہاج القرآن شمالی زون میں ریکارڈ رفاقت سازی

تحریک منہاج القرآن شمالی زون میں کارکنان کی بھرپور محنت کے نتیجے میں ریکارڈ رفاقت سازی عمل میں آئی۔ پاکستان بھر میں پہلی پوزیشن ضلع جہلم، دوسری پوزیشن ضلع سرگودھا، تیسری پوزیشن ضلع راولپنڈی نے حاصل کی۔ تحصیلات میں پہلی پوزیشن تحصیل جہلم، دوسری پوزیشن پنڈ دادنخان شرقی، تیسری پوزیشن تحصیل دینہ نے حاصل کی۔ نمایاں کارکردگی کا اظہار کرنے والی تنظیمات میں سرگودھا سٹی، سوہاوہ، سلانوالی، پنڈ دادنخان غربی، برنالہ، میر پور اور کوٹلی کی تنظیمات شامل ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور جملہ قائدین کی طرف سے ان تمام تنظیمات و کارکنان اور نائب ناظم اعلیٰ شمالی زون محترم علامہ رانا محمد ادریس قادری کو خصوصی مبارکباد دی گئی۔

انتقالِ پُر ملال

گذشتہ ماہ مرکزی قائدین میں سے درج ذیل احباب کے اعزا و اقارب قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۔محترم جی ایم ملک (ڈائریکٹر DFA) کی خالہ جان اور دو قریبی عزیز

۲۔محترم محمد وسیم افضل قادری (سیکرٹری DFA) کی والدہ محترمہ

۳۔محترم حاجی محمد اسحاق (ڈپٹی ڈائریکٹر نظامت پبلک ریلیشنگ) کی والدہ محترمہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحومین کے انتقال پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

لاہور: منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیرِاہتمام 23 شادیوں کی اجتماعی تقریب سے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اظہارِ خیال کررہے ہیں

میانوالی: ''ڈاکٹر طاہرالقادری راؤنڈ دی گلوب'' سیمینار سے تحریک منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین القادری
یوتھ ونگ کے مرکزی صدر مظہر محمود علوی، عرفان الحسن ایڈووکیٹ اور انعام مصطفوی خطاب کررہے ہیں۔

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
MAY-2018
Regd CPL No.41

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سنگت میں اعتکاف کریں

فقہی نشستیں، تربیتی حلقے، محافل قرأت و نعت، مجالسِ ذکر، خصوصی وظائف

خصوصی شرکت ✦ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری ✦ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

7 رمضان المبارک تک رجسٹریشن فیس -/2000 روپے ہے۔ 7 رمضان المبارک تا 15 رمضان المبارک رجسٹریشن فیس -/2500 روپے ہے۔ 15 رمضان المبارک کے بعد رجسٹریشن نہیں کی جائے گی۔

خواتین کے لیے الگ اعتکاف گاہ کا انتظام

تفصیلات صفحہ 38 پر ملاحظہ فرمائیں

منجانب: نظامتِ اجتماعات تحریک منہاج القرآن

Tel:042-111-140-140
042-35163843
Cell:0333-4244365
0315-3653651
TahirulQadri TahirulQadri www.minhaj.org www.itikaf.com